SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, September 19, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at Forty Five minutes past Ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃُ الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدونO نحن اولیٰؤکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعونO نزلا من غفورٍ رحیمO و من احسن قولاً ممن دعآ الی اللہ و عمل صالحاً وقال اننی من المُسلمینO

ترجمہ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, September 19, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at Forty Five minutes past Ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملٰئکةُ الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدونO نحن اولیٰؤکم فی الحیوة الدنیا و فی الاٰخرة ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ما تدعونO نزلا من غفورٍ رحیمO و من احسن قولاً ممن دعآ الی الله و عمل صالحاً وقال اننی من المسلمینO

ترجمہ، شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی

میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے موجود ہوگی۔ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

سورۃ فصلت آیات ۳۰ تا ۳۳

Mr. Acting Chairman: If you allow me

میں Panel of Presiding Officers announce کروں۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

In pursuance of sub-rule (1) of Rule 14 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of Presiding Officers for the 32nd Session of the Senate of Pakistan:

1. Dr. Khalid Ranjha
2. Mr. Ahmed Ali
3. Kamran Murtaza

Leave Applications کے بعد کارروائی شروع کر دوں گا۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین، سردار محمود خان نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر آج مورخہ ۱۹ ستمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر ساجد میر ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اکتیسویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے ۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ رتنا ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اکتیسویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵ اور ۱۸ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں ۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید جاوید علی شاہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۹ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار ملک سے باہر ہونے کی بنا پر گزشتہ اکتیسویں اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لئے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۹ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب ۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب! دو آرڈیننسز ہیں یہ lay کرنے کی اجازت دیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں ۔ جی وسیم سجاد صاحب۔

ORDINANCES TO BE LAID

Senator Wasim Sajjad: Sir, with your permission I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by Article 89(2)(a)(ii) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:

1. The Police Order (2nd Amendment), Ordinance, 2006 (Ordinance No.XV of 2006).

2. The Khushhali Bank (Amendment) Ordinance, 2006 Ordinance No.XVI of 2006.

Mr. Acting Chairman: Ordinances stand laid.

بیگم فخر الزمان خان -

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، جناب چیئرمین ! مجھے تو صرف یہی کہنا ہے کہ دس کو دس بجے ہی سمجھا کریں اور بروقت اجلاس شروع کیا کریں -

جناب قائم مقام چیئرمین، بالکل آپ کی بات درست ہے - کچھ بیٹھ جاتے ہیں unforeseen کے لیے تھوڑا وقت دے دیتے ہیں کہ دوست اکٹھے ہو جائیں ، ہاؤس مکمل ہو جائے پھر آگے بڑھیں - Consideration for each other, آج ان کا House تھا ان کا right تھا - جب ہمارا ہوتا ہے ، government business ہوتا ہے تو ہم نے بھی پورا کرنا ہوتا ہے - It is a two way traffic. Thank you very much. پروفیسر خورشید احمد صاحب -

POINTS OF ORDER

RE: FOREIGN INTERVENTION IN THE INTERNAL AFFAIRS OF PAKISTAN

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین !میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور مختصراً ایک نہایت اہم مسئلے کے بارے میں point of order اٹھا رہا ہوں - آج کے نوائے وقت میں جب میں نے یہ heading پڑھی تو جناب والا ! میں چونک اٹھا- تحفظ حقوق نسواں بل ، صدر مشرف علما کمیٹی کی تجاویز لے کر امریکہ گئے ہیں - مجھے شبہ ہوا کہ شاید یہ صرف sensitize کرنے کی بات ہے - تفصیل دیکھ لوں- تو معلوم ہوا کہ ایک نجی ٹیلی وژن کو محترم چوہدری شجاعت حسین صاحب جو بڑے ذمہ دار فرد ہیں ، سابق وزیر اعظم ہیں ، مسلم لیگ کے صدر

ہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اس مسئلے پر ان کا رویہ فوجی حکمرانوں کے رویے سے مختلف رہا ہے اور انہوں نے کوشش کی ہے کہ افہام وتفہیم کے ذریعے کوئی راستہ نکلے' ان کے بیان کا text یہ ہے "تحفظ حقوق نسواں بل قومی اسمبلی کے سامنے پیش کرنے میں پندرہ دن کی تاخیر ہوسکتی ہے۔ اس لیے کہ صدر علما کمیٹی کی نئی تجویز امریکہ لے کر گئے ہیں۔ اس بل پر حکومتی alliance کے بھی تحفظات ہیں۔" یہ ان کا verbatim ٹی وی کے اوپر جو آیا ہے اس کی رپورٹ ہے۔

جناب والا! میں نے مزید تحقیق کی کوشش کی۔ اس سے پہلے اخباروں میں خبر آئی تھی تو مجھے یقین نہیں آتا تھا۔ میں نے پھر یہ report جو International Religions Freedom Report, 2006 official document ہے امریکہ کی حکومت کا ' release ہوا ہے۔ بائیس صفحے کی یہ رپورٹ ہے اس کے اندر یہ بات کہی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

the embassy continued to raise concerns about the abuse of the blasphemy law and Hudood Ordinance with the Government, Members of Parliament and officials, Ministry's officials participated in a number of seminars that NGOs organized to discuss on these concerns with wide spectrum of stake holders.

جناب والا! ہم نے بڑی قربانیاں دے کر قائداعظم کی قیادت میں' پوری امت مسلمہ ہند نے سامراج سے آزادی حاصل کی تھی۔ اور اب یہ فوجی حکمران اس آزادی کو غلامی میں بدل رہے ہیں۔ فیصلے پارلیمنٹ میں نہیں ہوتے۔ پارلیمنٹ کو معطل کیا جاتا ہے۔ ٹھیک ہے ہمارے درمیان اختلافات ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ Opposition اور حکومت کے درمیان اختلافات ہوں۔ اس معاملے میں خود حکومت کی پارٹی کے درمیان اختلافات ہیں اپوزیشن پارٹیوں کے درمیان اختلافات ہیں اور راستہ وہی ہے کہ مذاکرات سے دلیل سے پارلیمنٹ طے کرے کہ ہمارا قانون کیا ہونا ہے۔ اب قرآن و سنت کیا ہے' شریعت کیا کہتی ہے' حقوق نسواں کیا ہیں' ان کا فیصلہ کون کرے گا' اللہ اور اس کے رسول صلعم ہیں۔ یہ پارلیمنٹ ہے یا امریکہ ہے۔ یہ clear documents جس میں مسلم لیگ کے سربراہ کا بیان کہ وہ ان تجاویز کو امریکہ لے کر گئے ہیں۔

اس کی supporting background میں یہ official report کہ اسمبلی کے officials،
پارلیمنٹ کے ممبرز، حکومت کو برابر اس معاملے میں pressurize کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایجنڈا
آگے بڑھا رہے ہیں۔ جناب والا! یہ کیا کام کر رہے ہیں۔ پھر اس سے آپ ذرا سا اور پھیلا دیں تو
آپ یہ دیکھیں گے کہ ٹھیک ہے کہ ہمارے سیاسی حکمرانوں نے بھی کمزوری دکھائی۔ مجھے اس سے
انکار نہیں لیکن track record ایوب خان کا زمانہ، یحییٰ خان کا زمانہ، ضیا الحق کا زمانہ اور مشرف
کا زمانہ۔ حتیٰ کہ جو سیاسی دور ہے، ان میں بھی کس طرح امریکہ نے پاکستانی فوج کی قیادت کو
استعمال کیا ہے۔ اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے دو اور دو چار کی طرح documented
facts پیش کر سکتا ہوں۔ روئیداد خان نے جو پاک امریکن documents شائع کیے ہیں، اس
کی بڑی volume ہے۔ اس کو پڑھ لیجیے۔ ہر موقع کے اوپر حتیٰ کہ ۵۸ کے مارشل لاء لگنے سے
پہلے، اس وقت کے امریکی سفیر کا کیا اس میں کردار تھا۔ کیا اس نے رپورٹ بھیجی ہے، وہ سارے
خطوط ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اور آگے بڑھیے جو ایل کانسی کو یہاں سے بھیجا گیا ہے، آپ
ایڈمرل زینی کی memoirs پڑھ لیجیے۔ وہ چھپ گئی ہے۔ اس میں اس نے صاف کہا ہے کہ
جب ہم نے طے کیا کہ ہم نے اس کو بلانا ہے تو انہوں نے Prime Minister کو ٹیلیفون نہیں
کیا۔ President کو نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ ہم نے چیف آف سٹاف کو ٹیلیفون کیا and
he got him back to us. یہ الفاظ ہیں۔ اس کے بعد جناب والا! اس دور میں جو کچھ ہو رہا ہے
وہ سب سے زیادہ تباہ کن ہے۔ ابھی مجھے بتایا ہے میں خود تو نہیں پڑھ سکا ہوں۔ میری بہن
سعدیہ نے کہا کہ جسونت سنگھ نے کارگل کے بارے میں جو version دیا ہے، اس میں اس وقت
کے کور کمانڈر کے بارے میں صاف کہا ہے کہ وہ کس طرح کام کر رہا تھا۔ لیکن ابھی کہتے ہیں کہ
ابھی جو آج ہی کالم میں آیا ہے جس میں نواز شریف صاحب، چیف آف سٹاف، جنرل مجید ملک،
کارگل کے بعد ان کی visit کی روداد آئی ہے اور اس کے اندر صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ صرف تین
دن پہلے کی بات ہے کہ بھارتی حلقوں نے کیا بات کہی ہے کہ اب کیا تبدیلی آنے والی ہے۔
جناب والا! یہ سب کچھ سامنے رکھتے ہوئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ سیاست ہو، قانون سازی ہو حتیٰ
کہ شریعت اب اس کا فتویٰ جو ہے وہ علما دیں گے، نہ دستور کے مطابق اس کو پارلیمنٹ کیا
کرے گی۔ بلکہ وہ امریکہ سے لے کر آئیں گے۔ یہ وہ صورت حال ہے جس کو seriously دیکھنے

کی ضرورت ہے اور میں پوری قوم کو بھی آپ کے ذریعے سے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ آنکھیں کھول کر دیکھو ، کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ کیا ہم اس میں بیرونی سامراج کے کارندے بننے کے لیے تیار ہیں اور کیا اس طرح اس آزادی کو ہم قربان نہیں کر رہے ہیں جو بڑی قربانیاں دے کر، بڑی جدوجہد کرنے کے بعد حاصل کی گئی۔ آج وہ آزادی ' ہمارا ایمان ' ہماری عزت ہے۔ دیکھیں! خدا کے لیے اٹھیے اس کے تحفظ کے لئے قربانی دیجیے۔بہت بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Mr. Wasim Sajjad Sahib, Leader of the House in Senate.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! یہ پروفیسر صاحب نے جو پڑھا ہے اخبارات سے ' میرے خیال میں وہ صحیح تناظر میں پیش نہیں کیا جا رہا۔ اصلیت یہ ہے کہ یہ جو حقوق نسواں بل ہے اس کے بارے میں جتنی discussion ہوئی ہے میرے خیال میں کم از کم مجھے یاد نہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی bill پر' کسی legislative measure پر' اتنی بھر پور بحث ہوئی ہو' اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آج کل media آزاد ہے' بہت سے TV channels ہیں اور globalization ہے' ایک چیز یہاں پر ہوتی ہے' وہ second میں بیرون ملک پہنچ جاتی ہے۔ اس bill کے بارے میں بہت دلچسپی ہے' دلچسپی اس بات کے لیے ہے کہ ہم ایک modern Islamic State بنانا چاہتے ہیں کہ قرآن اور حدود' قرآن اور سنت کی حدود میں رہتے ہوئے ، ہم کس طرح معاشرے کو تشکیل دینا چاہتے ہیں اور یہ جو حدود قوانین ہیں' ان کے بارے میں خواتین کی طرف سے کیوں ردعمل آیا۔ پاکستان میں خواتین کی جو مختلف تنظیمیں ہیں' ان کی طرف سے ردعمل آیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے ۔ میرے خیال میں آپ کو کوئی ایک شخص حکومت کے اندر یا حکومت سے باہر ' پاکستان میں نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ ہم حدود قوانین میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ حدود قوانین ' اللہ کے ہیں' اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے لیکن اگر کچھ قوانین کو اللہ کی حدود میں رہتے ہوئے درست کیا جا سکتا ہے' مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ زنا بالجبر حدود میں نہیں آتا۔ آپ کو بے شمار علمائے اسلام ملیں گے جو کہیں گے کہ اس کا کوئی تذکرہ

قرآن حکیم میں نہیں ہے۔

اس سلسلے میں America میں جو صورت حال ہے کہ پاکستان کے صدر جب وہاں پر جاتے ہیں تو وہاں پر بھی پاکستانی بستے ہیں، وہاں پر بھی اخبارات والے ہیں۔ وہاں پر بھی لوگ ان سے سوال پوچھتے ہیں کیونکہ ہم جو کریں گے، یہ دنیا دیکھے گی، باقی اسلامی ملک بھی دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں جوکہ اسلام کے نام پر ملک بنا ہے، وہاں پر اللہ کے قانون کے اندر رہتے ہوئے کیا کیا جا رہا ہے۔ ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ

Islam is religion for all times to come, Islam is not religion for today or yesterday, it is religion for all times to come

اور یہی وجہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حدود کے سلسلے میں چار قوانین کا ذکر کیا ہے۔ اس میں hijacking کا ذکر نہیں، اس میں impersonation کا ذکر نہیں ہے، اس میں passport forge کرنے کا ذکر نہیں ہے، smuggling کا ذکر نہیں ہے، traffic قوانین کا ذکر نہیں ہے، یہ سب تعزیر میں آتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم اپنے معاشرے کو کیسے تشکیل دے رہے ہیں کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے، اللہ کی حدود میں رہتے ہوئے، کیا کریں تو یہ سوالات صدر سے بھی پوچھے جائیں گے۔ پچھلی دفعہ جب گئے تھے تو یہ سوالات پوچھے گئے تھے، اس پہلے صدر اپنے سمجھنے کے لیے کہ کیا تجاویز آئی ہیں کیونکہ یہ سوال پوچھے جائیں گے کہ علما کی طرف سے کیا تجاویز ہیں، اس میں آپ کا کیا ردعمل ہے تو یہ اس سلسلے میں جائیں گے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم برداشت نہیں کریں گے کہ ہمارے کسی بھی کام کا فیصلہ America کرے، ہم خود بااختیار ہیں، Parliament فیصلہ کرے گی اور یہی وجہ ہے کہ اتنے عرصے سے یہ bill Parliament میں زیر بحث ہے، Parliament کی committees میں زیر بحث ہے۔ ہم خودمختار ہیں، ہم کسی معاملے میں America کی مداخلت نہ قبول کرتے ہیں، نہ مانیں گے۔ Discussion کرنا ہے، ان کی دلچسپی ہے، discuss کرنا ٹھیک ہے لیکن اس کا فیصلہ پاکستان کے عوام کریں گے اور پاکستان کی Parliament کرے گی اور اگر اس قسم کی کوئی غلط interpretation دی جا رہی ہے تو ہم اس کو رد کرتے ہیں، ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی thank you. پروفیسر صاحب نے move کیا تھا، Leader of the House نے اسی سلسلے میں بات کی ہے۔ جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں وسیم صاحب کی دونوں باتوں کو welcome کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ حدود قوانین انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہیں، وحی پر مبنی ہیں، قرآن کی واضح نص اور جس طرح انہوں نے بہت صحیح کہا کہ پانچ امور ہیں جن کو حد قرار دیا گیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ criminal law ایک society کی values کا محافظ ہوتا ہے اور قرآن میں جن چیزوں کو شریعت کا مقاصد قرار دیا ہے یعنی دین کا تحفظ، جان کا تحفظ، عصمت کا تحفظ، نسل کا تحفظ اور مال کا تحفظ، صرف یہ وہ پانچ چیزیں ہیں جن کو حدود میں دیا گیا ہے۔ باقی سارا معاملہ تعزیر کا ہے اور اس میں ہر دور میں مسلمان قرآن و سنت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں اپنی قانون سازی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، اسے تجربات کی روشنی میں تبدیل کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، حدود کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ جہاں تک حدود Ordinance کا تعلق کا ہے، بلاشبہ حدود کو ہاتھ لگانا اللہ کے خلاف اعلان بغاوت ہو گا لیکن حدود قانون کو بہتر بنانے، اس کو improve کرنے، implementation کی abuses کو دور کرنے کے لیے اس میں تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں۔ یہ قانون 1979 میں آیا تھا، اس کے بعد اس میں چار بار ترامیم کی گئیں، اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا لیکن جب آپ ایک ایسا Bill لائے ہیں جس میں زنا بالرضا کو جو مغربی قانون میں جرم نہیں ہے، جو حدود قوانین کے آنے سے پہلے English Criminal Law کے تحت جرم نہیں تھا، اس لیے کہ اس میں صرف adultery اور rape جرم تھا۔ Adultery جرم تھا صرف شادی شدہ عورت کے خلاف husband rights کا، اس میں عورت کا کوئی ذکر نہیں تھا، اور rape جرم تھا force کے استعمال کا، باقی جہاں تک consensual sex کا تعلق ہے، وہ crime نہیں تھا۔ اس قانون نے، حدود نے، پہلی مرتبہ اس جرم کو جو قرآن نے جرم قرار دیا، اس کے مطابق قرار دیا اور جو amendments لائی گئی ہیں، اس میں دوبارہ زنا بالرضا کو حدود سے نکال کر ایک Common Law کے تحت لایا گیا ہے۔ گویا کہ یہ تحفظ نسواں کا نہیں، تحفظ زنا کا قانون تھا،

اس پر اعتراض کیا گیا اور میں welcome کرتا ہوں کہ حکومت کے benches نے بھی اس بات کو سوچا اور بات چیت کی اور جو ترامیم لائی گئی ہیں' اس میں حدود کے بارے میں جو غلط کام کیا گیا تھا' اس کی اصلاح کی کوشش کی جا رہی ہے۔ خدا کرے کہ آخری وقت تک وہ باقی رہ سکے' یہ issue نہیں ہے۔

جناب! اس کے ساتھ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پارلیمنٹ کو ہی فیصلہ کرنا چاہیے' یہ اس کا اختیار ہے اور میں نے اس وقت جو بات اٹھائی ہے' وہ یہ ہے کہ میں US کی report اور یہ statement, out of context پیش نہیں کر رہا ہوں۔ پاکستانیوں سے ضرور مشورہ کیجیے لیکن فیصلہ یہاں ہونا چاہیے۔ آپ نے سینیٹ کا اجلاس کیوں بلایا تھا؛ اس لیے بلایا تھا کہ آپ وہاں سے وہ Bill منظور کروا کر یہاں لانا چاہتے تھے۔ آپ کے پاس اور کچھ نہیں تھا لیکن آپ وہ نہیں کر سکے اور اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اس کو لے کر امریکہ جا رہے ہیں تو کیا امریکہ میں وہاں کے پاکستانیوں سے بات کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں؟ وہاں کے پاکستانیوں کو نہیں' آپ وہاں کی حکومت کو خوش کرنا چاہ رہے ہیں اور جیسا کہ اس رپورٹ سے صاف ظاہر ہے کہ امریکہ کی گورنمنٹ' امریکہ کی ایمبیسی اس میں involve ہے اور ہمارا اعتراض یہی ہے اور کوئی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، شکریہ۔ میری ایک گزارش ہے کہ Leader of the House کچھ کہہ لیں پھر آگے Adjournment Motion بھی ہے اور بلوچستان پر تقاریر بھی ہونی ہیں۔ اگر آپ اسی میں چلے گئے تو پھر اسی میں بیٹھے رہ جائیں گے کیونکہ time limited ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ، Leader of the House نے floor لے لیا ہے' وہ بات کر لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد ، میں پروفیسر صاحب کی ایک دو باتوں کا جواب دینا چاہوں گا۔ حدود اللہ کے تحت صرف زنا بالرضا' قذف' سرقہ یا چوری اور شراب نوشی کا ذکر ہے' باقی کسی چیز

کا ذکر نہیں ہے۔ باقی سب تعزیر میں آتا ہے اور تعزیر کا مطلب وہ قانون ہے جس کا پارلیمنٹ کو اختیار ہے اور اللہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ پارلیمنٹ قانون سازی کرے۔

نمبر دو، میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ زنا بالرضا اس Bill کے تحت جرم ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اس جرم کے لیے شرائط یہ ہیں کہ چار گواہ پیش کیے جائیں، اس کو complaint case کے طور پر Session Judge کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اگر Session Judge کے سامنے ثابت ہو جاتا ہے تو وہ شخص اگر شادی شدہ ہے تو رجم کی سزا ہو گی، غیر شادی شدہ ہے تو کوڑے ہوں گے اور یہ قرآن کے مطابق ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Thank you. اب آگے بڑھتے ہیں۔ الیاس بلور صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Thank you very much Mr. Chairman.

میں بڑی معذرت سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Bill ضیا صاحب کے دور میں آیا تھا، اور وسیم سجاد صاحب میرے بھائی ہیں، ساتھی ہیں، یہ اس وقت بھی گورنمنٹ کے ساتھ تھے اور یہ الحمد للہ ---

سینیٹر وسیم سجاد، میں وزیر 1986 میں بنا تھا، یہ 1979 کا قانون ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، یہ Bill 1979 کا تھا لیکن یہ ضیا الحق نے بنایا تھا اور یہ 1986 میں بھی ضیا الحق کے ساتھ تھے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Retrospective effect میں اگر وزیر ہوتے تو بڑی اچھی بات تھی۔ سات سال کے pay and allowances...

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! میں معذرت سے یہ کہتا ہوں جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ قوم، یہ ملک اور اس کی پارلیمنٹ ہر چیز کا فیصلہ کرے گی، میں اس بات پر بڑی معذرت سے کہتا ہوں کہ ہماری پارلیمنٹ کو کوئی اختیار ہے، نہ ہماری پارلیمنٹ میں کسی کا کوئی حق ہے، ہم جو کچھ بھی کہتے رہیں۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جب ہم یہاں بولتے تھے تو اس کو note

کیا جاتا تھا۔ منسٹر صاحبان notes لیتے تھے، جو منسٹر یہاں پر commitment کر کے جاتے تھے، اس کو honour کرتے تھے لیکن پچھلے تین سال اور یہ چوتھا سال ہے، ان چار سالوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں جو مرضی commitment کریں، کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ تو جناب! کسی کا حق، کسی کا اختیار نہیں ہے، اختیار صرف چند لوگوں کا ہے اور وہی لوگ مالک ہیں۔ جناب! میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ سارے House کے لیے ہے۔ جناب! میری یہ request بڑی important ہے

sir, if you don't mind, can you give me one second only?

جناب قائم مقام چیئرمین: One second تو ہو گیا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں، ابھی، وہ بات تو میں نے ان کے لیے کی تھی، جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ ہمارے ادھر بیٹھے ہوئے ساتھی بھی اس سے agree کریں گے، زیادہ سے زیادہ ایک ملین روپے خرچ ہو گا اگر Parliament Lodges میں ایک gym بنا دیا جائے جس میں ہم لوگ جا کر exercise کر سکیں اور جو آدمی exercise کے لیے جائے وہ payment کرے۔ اور ماہانہ ادائیگی کر کے ممبر بنے یا روزانہ کا ممبر بن کر exercise کرے تو پیسے بھی نکل آئیں گے۔ میرے خیال میں کسی کو اس پر اعتراض تو نہیں ہونا چاہیے کہ Parliament Lodges میں ایک ایسا gym بن جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ ذہن میں ہے۔ Thank you. انور بیگ صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, take it seriously.

Mr. Acting Chairman: I know it, I am interested myself. I am a diabetic patient.

سینیٹر الیاس احمد بلور: مجھے امید ہے اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی نہیں کریں گے جی۔ امجد عباس صاحب، ہم سب over weight لوگ ہیں۔ ہمیں تو اس میں شامل ہونا ہے۔ I am interested myself لیکن خواتین members کا time علیحدہ ہونا چاہیے، male members کا علیحدہ ہونا چاہیے۔

گھر کی بات ہے، وہ کہہ رہے ہیں ۔ انور بیگ صاحب آپ نے please take the floor. request کی تھی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میں آ رہا ہوں اس پر۔ دیکھیے پندرہ دن بعد پھر رمضان میں حدود Bill شروع ہو جائے گا ۔ جی انور بیگ صاحب ۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب ! بلور صاحب کا جو suggestion ہے it is a very good suggestion but سمیع الحق صاحب کے لیے ایک الگ دن ہونا چاہیے ۔ اچھا جناب ! the point what I am trying to say is this.........

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ، میں point of order پر کھڑا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی یہ کرلیں ۔

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ، جناب والا! یہ سب oppose کر رہے ہیں جو اس کے قریب سے گزرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں نہیں، وہ کوئی نہیں ہے - Alcohalic effect کسی پر نہیں ہے ۔ کوئی oppose نہیں کر رہا ۔ Bill کی بحث نہیں ہو رہی ۔ انور بیگ صاحب اپنا point of order بتائیں جو کل آپ نے اٹھایا تھا ۔ Luckily Chairman Defence Committee ادھر ہیں، ان کے ذمے کام کرنا ہے ۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب! میں نے کل جو بات اٹھائی، lifting of civilian passengers from Northern Areas.

جناب قائم مقام چیئرمین، نثار میمن صاحب please اس چیز کو note کرلیں because I am going to ask you to intervene.

RE: INSUFFICIENT PROTECTIVE DEVICES PROVIDED BY THE CDA

Senator Muhammad Enver Baig: You are kind enough to

direct the Defense Minister to come and make a statement this morning on the issue but unfortunately I don't see the Defence Minister or the State Minister for Defence

جناب! کسی کو آپ directive دیں گے please get those Ministers to make a statement, it is very important جیسے میں نے کل آپ سے کہا کہ

I would like to know whether the Civil Aviation Authority has given them a worthiness certificate and number 2 is, there is no seat belts in C-130 and number 3 is, there are no oxygen masks in C-130. In case of an emergency what would happen and what would be the state of the passengers and God forbid, if there is an accident what kind of insurance cover ,the passengers have on a military aircraft. Sir, these are matters of great concern to the general public. Would you please direct somebody..

جناب قائم مقام چیئرمین:جمال خان لغاری صاحب، نہیں، نثار میمن

I will ask you to come to it later on as Chairman of the Defence Committee you will have to take some extra steps.

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب---

جناب قائم مقام چیئرمین: اسی سلسلے میں، ایک ایک منٹ بات کرتے جائیں، پھر آگے بڑھتے ہیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری ، I am grateful honourable Chairman Sahib آپ نے مجھے time بخشا۔ کل بیگ صاحب نے بھی یہی بات کی تھی اور میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان کے جو flights schedules تھے، وہ تمام کے تمام اس unfortunate accident کے بعد cancel ہو گئے۔ اس unfortunate accident کے اندر میں نے بھی ہونا تھا، میری بیگم نے بھی ہونا تھا،

میرے بچوں نے بھی ہونا تھا۔ یہ خوش قسمتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ ہم لوگ تو بچ گئے، لیکن وہ لوگ میں سمجھتا ہوں شہید ہو گئے ۔ اب اس سلسلے میں ڈیرہ غازی خان کو کیوں سزا دی جا رہی ہے اور ڈیرہ غازی خان سے فضائی رابطہ اسلام آباد اور لاہور کا بالکل منقطع ہو چکا ہے ۔ اس سلسلے میں، میں نے کل بھی آپ سے استفسار کیا تھا کہ اس سلسلے میں honourable Defence Minister کو بتائیں کہ why is Dera Ghazi Khan subject to such kind of atrocity that we have been cut off وہاں پر تو فوجی جہازوں کی بات ہو رہی ہے یہاں اور implications ہیں کہ C-130 میں seat belt نہیں ہوتی اور یہاں دیگر implications ہیں ۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ ہمیں تو فوجی جہاز بھی نہیں مل رہا تو مہربانی کر کے ہمارے لیے کچھ کیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ ۔ جناب لیاقت بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین صاحب ! ہمارے Leader of the House نے جس انداز میں امریکی حکومت کو للکارا، میں خوشی سے مر نہ جاتا---

جناب قائم مقام چیئرمین، میں سمجھ رہا تھا کہ آپ Civil Defence کی بات کرنے لگے ہیں ۔ آپ نے امریکہ تک پہنچا دیا ہمیں ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں جناب چیئرمین ! پورے ملک کے defence کی بات کر رہا ہوں ۔ میں صرف ایک region کی بات نہیں کر رہا ہوں، ایک حلقے کی بات نہیں کر رہا ہوں، پورے ملک کے دفاع کی بات کر رہا ہوں ۔ Leader of the House نے جس انداز سے امریکہ کو للکارا، میں خوشی سے مر نہ جاتا اگر اعتبار ہوتا ۔ جناب چیئرمین ---

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ کی شاعرانہ کیفیت ہے۔ آپ کی پچھلی تقریر میں بھی ایسا محسوس ہوا۔ میرا خیال ہے کہ دل میں کوئی حرارت پیدا ہوئی ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین ! میں کل Adjournment Motion لایا تھا کہ ہمارے صدر مملکت نے نیویارک میں فرمایا ہے کہ میں حدود آرڈیننس اور women protection کے حوالے سے صدر بش سے بات کروں گا۔ جناب چیئرمین ! یہ ہماری کس قدر

بے حسی اور بے حمیتی ہے کہ ہم اپنے گھر کے مسائل پر جا کر بش سے dictation لیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے خصوصی گزارش ہے کہ آپ اس تحریک التوا کو منظور کریں تاکہ اس پر دو گھنٹے مکمل بحث ہو سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ point of order تھا۔ میں بعد میں آپ کو بتاتا ہوں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ "جیو" پر جو پروگرام چلتا رہا ہے" ذرا سوچیے"۔ میں سوچ رہا ہوں کہ یہ اسی ایجنڈے کی تکمیل کی طرف ہمارے ذہنوں کو موڑ رہے ہیں، جس کی میں بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ میں تمام پرائیویٹ channels سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہماری اسلامی اقدار اور اصولوں کی violation نہ کریں۔ خدارا قوم کو آپ کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ چند مخصوص ڈالروں کے لیے ایسا نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میری اطلاع کے مطابق PTV نے بڑی کوشش کی ہے کہ رمضان کے مہینے میں بڑے اچھے اسلامی پروگرام لائے جائیں۔ اسی طرح دوسرے channels بھی کریں گے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! یہ بھی ایک منافقت ہے کہ ۱۱ مہینے انہوں نے صرف رقص و سرود کی محفلیں سجائی ہیں اور صرف ایک مہینہ ہمیں اسلامی پروگرام دکھاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اللہ منافقت سے سب کو بچائے۔ رحمت کاکڑ صاحب! اگر آپ ادھر پھنس گئے تو آگے پھر کارواں کیسے چلے گا؟ جی بتائیں۔

RE: MISERABLE CONDITION OF AEROPLANES IN PIA

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ، جناب چیئرمین! Ministry of Defence کی طرف سے پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ فوکر طیارے اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں لیکن اس وقت تک ان کو ground نہ کیا گیا جب تک ملتان کے مسافروں کا خون نہ بہایا گیا۔ اب اعلان ہو چکا ہے کہ بوئنگ ۷۳۷، اور ۷۴۷، اور ۳۰۰ اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں کیونکہ maintenance تو ان

سے نہیں ہو رہی ہے۔ لہٰذا اب خدانخواستہ کسی دوسرے ملتان والے حادثے کا انتظار ہے' اس کو ground کر رہے ہیں یا ان کے متعلق ulternative پروگرام کیا ہے؟ پورے ملک کے ہیڈکوارٹرز اس وقت ملک سے کٹ چکے ہیں۔ پشاور۔لاہور' ڈیرہ غازی خان۔لاہور' کوئٹہ تو اللہ کے فضل سے سورج غروب ہونے کے بعد پوری دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ اتنی توفیق Civil Aviation والوں کو نہیں ہوتی ہے کہ وہ night landing facility کے instruments وہاں پر لگا دیں۔ میری Minister of Defence سے آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ وہ آئیں اور پالیسی کا اعلان کریں کہ کب ان کو نئے شہداء چاہییں۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Dr. Ismail Buledi sahib.

چھوٹے چھوٹے نکات اٹھاتے جائیں۔ امجد عباس صاحب نے دونوں ہاتھ کھڑے کر دیے ہیں۔ جی بتائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، شکریہ جناب چیئرمین! جناب وسیم سجاد صاحب نے جو اظہار خیال فرمایا اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اب پارلیمنٹ آزاد ہے اور تمام فیصلے پارلیمنٹ سے ہوتے ہیں اور ہم اپنے فیصلے یہاں پاکستان میں خود کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! گزشتہ دو مہینے سے پہلے وہاں کا ایک ذمہ دار فرد آتا ہے اور یہاں کے چیف الیکشن کمشنر سے ملاقات کرکے کہتا ہے کہ آئندہ الیکشن آپ کو امریکہ کی مرضی کے مطابق کرنے ہیں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے فیصلے یہاں ہوتے ہیں۔ حدود نسواں بل پر صدر مشرف صاحب بیان دے رہے ہیں کہ میں بش سے جاکر مشورہ کرتا ہوں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ یورپ کا معاشرہ پاکستان میں لانا چاہتے ہیں تو میں ان کے مشورے پر غور کروں گا۔ یہ شرم کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فیصلے یہاں ہوتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Your point is carried.

میرا خیال ہے کہ ہو گیا۔ بالکل۔

RE: NEW INTERNATIONAL FLIGHTS FROM GWADAR

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان

ملک ہم اپنے فیصلوں کے کرنے کا حق خود رکھتے ہیں۔ یہ بہت افسوس کا مقام ہے کہ ہم جا کر بش سے پوچھتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟

دوسری بات یہ ہے کہ PIA کے حوالے سے جو بات ہوئی۔ جناب چیئرمین! میں پچھلے دو سال سے کوشش کر رہا تھا تربت تا دبئی اور گوادر تا مسقط فوکر طیارے شروع کیے جائیں۔ Chairman Defence Committee نے ایک دفعہ مجھے بطور mover Defence Committee میں بلایا تھا۔ یہ سروس شروع بھی ہو گئی تھی۔ دونوں ملکوں کے لیے فوکر طیارے start ہو گئے تھے لیکن ملتان کے واقعے کے بعد انہوں نے وہ طیارے stop کیے۔ میں نے چیئرمین PIA سے کہا کہ آپ گوادر تا کراچی اور تربت تا کراچی جو شیڈول ہے اس کو ایک دن کم کر کے ہمیں weekly شیڈول دے دیں تاکہ ہمارے غریب لوگ جو مسقط اور دبئی میں مزدوری کرتے ہیں ان کو کراچی کے route سے زیادہ تکلیف ہے۔ وہ direct دبئی تا تربت اور مسقط سے گوادر آنا چاہتے ہیں۔ وہاں پر بڑی population رہتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ چیئرمین PIA نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا۔ چیئرمین PIA کا رویہ انتہائی غلط ہے۔ یہ آپ note کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ابراہیم صاحب' جی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! درخواست یہ ہے کہ آج کے بعد سینیٹ سیکرٹریٹ کو یہ حکم فرما دیں کہ یہ ایجنڈا جاری نہ کیا کریں----

جناب قائم مقام چیئرمین، میں دوستوں کو یہی request کرنا چاہتا ہوں۔ جی بالکل۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، آپ کا یہ misleading ہوتا ہے۔ ایجنڈے کے مطابق میں یہ خیال کرتا ہوں کہ آج بلوچستان پر بحث ہونی ہے تو یہاں PIA بھی آتا ہے' یہاں natural resources بھی آتا ہے' سب چیزیں آتی ہیں۔ میں عرض کروں کہ وسائل اپنی جگہ لیکن ہماری proceedings کی کوئی sanctity نہیں رہی' کوئی regularity نہیں رہی' کوئی rules' قواعد نہیں رہے۔ کوئی Rules of Procedure کے مطابق بات نہیں رہی جو جس

کو آیا، جب آیا، جوں آیا، اس نے بات کر دی ۔ جناب والا! یہ بات درست نہیں ہے ۔یہ ہم پر فرض عائد ہوتا ہے ۔ میں تو اس طرف بیٹھا ہوا ہوں ، لیکن اس طرف کے بیٹھے ہوئے تمام دوست adjournment دے سکتے ہیں۔ آپ adjournment motion کو لیجے۔بیس معاملات اٹھائے ہیں۔ بیس کا ایک دن میں فیصلہ کیجئے لیکن خدارا! اپنے Rules of Procedure کو اور اپنی جو sanctity ہے اس کو تو mar نہ کیجے ۔ یہ آپ کا ریفرنس بن رہا ہے۔ آپ کی کتابیں چھپ رہی ہیں۔ آئندہ آنے والی Parliaments اس کو پڑھیں گی۔اس کو refer کریں گی۔تو کیا یہ procedure ہوگا کہ جس وقت کسی ممبر کا جو جی چاہے ، وہ اٹھا لے اور جناب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔اس لیے کہ یہاں منسٹر نہیں ہیں۔ان کو کوئی نوٹس نہیں ہے ۔ان کو کوئی علم نہیں ہے کہ کونسا معاملہ کس وقت اٹھایا جائے گا۔ یہ کوئی دستور یا قاعدہ نہیں ہے کہ منسٹر ہر وقت یہاں حاضر رہیں کہ کوئی ممبرکسی وقت کوئی معاملہ اٹھا لے۔ جناب والا! یہ ایک قاعدہ ہے۔ ایک procedure ہے اس کے مطابق ان کو نوٹس ہونا چاہیے جو بات وہاں سے ہو اس بات کا یہاں سے جواب آئے اور منسٹر وہاں بیٹھا ہوا ہو اس بات کا جواب دینے کے لیے ، یہ ہوتا ہے کہ آغا صاحب آپ ان کے نوٹس میں لے آئیے۔آغا صاحب کتنے معاملے کتنے منسٹرز کے نوٹس میں لائیں گے۔جواب ان کا آتا نہیں صرف معاملہ raise ہو جاتا ہے اور اخبار میں آ جاتا ہے کہ فلاں نے یہ معاملہ raise کیا۔ جناب اس کا کیا فائدہ ہے ؟ میں آپ سے مودبانہ التماس کروں گا کہ کم از کم ہم proceedings ایجنڈا اور Rules of Procedure کی پیروی کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ ، نثار میمن صاحب ، please میں آپ کو alert کر رہا ہوں کہ یہاں یہ اطلاع آئی ہے کہ فیڈرل منسٹر خود بغرض علاج CMH گئے ہوئے ہیں اور State Minister for Defence is out of the town ان کی بھی اطلاع آئی ہے ۔ تو as Chairman Standing Committee on Defence, please یہ سارے ممبران کی چیزوں کا نوٹس لیں۔ ایک meeting بلائیں اور یہ ساری چیزیں وہاں in the public کریں۔

(مداخلت)

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I was told that the

honourable Defence Minister will be present in the House tomorrow morning with the reply and now sir, you get a letter that the gentleman has gone to CMH.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی وہ بالکل treatment کے لیے ان کو بخار بھی ہے، گلا بھی خراب ہے۔

سینیٹر محمد انور بیگ، یہ سوال کے بعد بخار چڑھ گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پیرسن آدمی ہیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب! یہ بخار بعد میں چڑھا ہے۔

(مداخلت)

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, this is a very serious matter. It is a very serious matter.

Mr. Acting Chairman: Ok. The last point is about the PIA and then we will ask the Chairman of Defence Committee to come into action.

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! میں ایک آئین کے حوالے سے جو ایک چیلنج کہا گیا ہے اس کے لیے ایک منٹ آپ کا لوں گا۔ ان کے بعد مجھے آپ اجازت دے دیجیے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل۔

RE: INADEQUATE ARRANGMENTS OF PIA.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین گزشتہ ہفتے بھی میں نے گزارش کی تھی PIA کے بارے میں بات کرنے کی، آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں آپ کو طریقہ بتاؤں گا اور ہفتہ گزرنے کے بعد بھی مجھے طریقہ نہیں سمجھایا گیا، اس لیے دوسرے دوست بول چکے ہیں۔ میں PIA کے بارے میں اپنی وہی بات آپ کی وساطت سے

یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں اور حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! ۱۲ ستمبر کو میں سیول، کوریا سے پاکستان آ رہا تھا اور کورین ائیر سے بنکاک آیا اور بنکاک سے PIA کے ذریعے پاکستان آنا تھا۔ اسلام آباد کے لیے جو flight تھی وہ ۱۴ تاریخ کو 1.10 منٹ پر چلنی تھی لیکن چونکہ یہاں سے وہ flight اسلام آباد سے بنکاک جانی تھی۔بنکاک سے ہانگ کانگ اور ہانگ کانگ سے پھر واپس بنکاک اور بنکاک سے اسلام آباد یہاں سے وہ flight پانچ گھنٹے لیٹ چلی اور بنکاک سے پھر ہمیں ایک بج کر دس منٹ کی بجائے صبح چھ بجے آنا پڑا اور چھ گھنٹے ہمیں مزید انتظار کرنا پڑا۔

جناب چیئرمین! جب میں وہاں desk پر اپنا بورڈنگ کارڈ لینے کے لیے گیا تو وہاں پی آئی اے کا اپنا عملہ نہیں تھا وہاں پر تھائی عملہ موجود تھا اور جب وہ میرے کارڈ کے لیے process کرنے لگا تو اس نے کہا کہ ہمارے بورڈنگ پر آپ کا نام نہیں آ رہا اور کیا آپ نے اپنا ٹکٹ reconfirm کیا تھا میں نے کہا کہ میرے پاس OK ticket ہے reconfirmation کی ضرورت نہیں۔

جناب چیئرمین! اس کا جواب یہ تھا کہ بڑی Airlines پر تو reconfirmation کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی لیکن چھوٹی Airlines پر آپ کو reconfirm کرنا پڑے گا۔ جناب والا! یہ میرے لیے بہت shocking تھا کہ اپنے ملک کی Airline ایک غیرملکی کی زبان سے میں سن رہا ہوں کہ میری Airline چونکہ چھوٹی ہے اس لیے اس کو reconfirmation کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے بھی بہت پیچیدہ مسئلہ میرے ان دوستوں کا تھا۔ بونیر کے چالیس پچاس افراد اسلام آباد سے بنکاک پہنچے۔ انہوں نے بنکاک سے ملائشیا جانا تھا لیکن ان کی flight جاچکی تھی اور بنکاک ائرپورٹ پر پی آئی اے کا عملہ نہیں تھا اور کوئی فرد نہیں تھا جو ان کا حال احوال پوچھتا اور ان کی راہنمائی کرتا۔ ان کو سخت تکلیف میں ساری رات گزارنی پڑی، کوئی ہوٹل کا انتظام نہیں تھا۔ یہ صورتحال ہے پی آئی اے کی۔

جناب چیئرمین! دوسری گزارش یہ ہے۔ میں clarification کرنا چاہتا ہوں، محترم قائد ایوان نے یہ فرمایا کہ حدود کے اندر صرف زنا بالرضا آتا ہے یہ درست نہیں ہے۔ زنا کی جو

بھی صورت ہو وہ حدود کے اندر آتی ہے۔ اس حدود آرڈیننس کے ذریعے سے جو کوشش کی گئی کہ زنا کی بعض صورتوں کو تعزیر declare کرکے اس کو PPC میں شامل کردیا گیا' یہ درست نہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ جی ۔ کرنل طاہرمشہدی صاحب آپ بات کریں پھر Minister of State for Interior Sahib کچھ کہیں گے۔

Senator Col. (Retd) Syed Tahir Mashhadi: Mr. Chairman! I will just like to mention a very very relevant point and specially the stand of my party on this. We have already started discussion on H*adood* Ordinance which has got nothing to do with the subject today or the agenda and neither we can start considering it, as it has not been, even considered by the National Assembly. The second point is that the Women Protection Bill is roaming around all over the world except for where it is supposed to be. It is supposed to be in the National Assembly of Pakistan and before the Select Committee. Outside the Select Committee or the National Assembly of Pakistan, it should not be discussed. It is against all Parliamentary norms. Let us make Parliament strong, let us go as we have started it before. Let the Bill be laid before the Parliament and whatever is decided in the Select Committee as was decided and then the Bill should be put before the Parliament. Thank you very much sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Minister of State for Interior.

چوہدری ظفر وڑائچ (وزیرمملکت برائے داخلہ)، جناب چیئرمین! یہی میری درخواست ہے کہ

آج نہ تو حدود آرڈیننس کا Bill زیر بحث ہے۔ ساری چیزیں بڑی اہم سہی تو مہربانی فرما کر اگر بلوچستان جیسے اہم مسئلے پر بحث شروع کرا دی جائے تو عنایت ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی بالکل۔ .Thank you سینیٹر نثار میمن صاحب آپ please take note of all these things because Minister is not here.

Senator Nisar A., Memon: Thank you Mr. Chairman. I would like to draw the attention of the House on the Rule 144 of the Senate Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate. Let me read it Mr. Chairman, "except as otherwise provided in these rules, the Senate may, on a motion made by a Minister or Member, remit to the Standing Committee any subject or matter with which it is concerned and the Standing Committee shall study such subject or matter with a view to suggesting legislation or making recommendations to the Senate".

In view of this Mr. Chairman, I strongly believe that it is not the function of the Chairman here to make notes of the various things that may be said about the Defence Ministry. I would suggest that your Office, the Senate Secretariat, should make note of all of these and send it to the Minister concerned. However, if there was any motion, we will certainly take it in the Committee and I have not received anything in this regard from any of the member here that I could call the meeting. But if this is considered as a motion then it should be worded by any member and I will be very pleased to take this as the motion of this House in the Committee. On the other side, let me also make some statement on the comments that have been made. First of all, I think that the Government

has done well that when the Northern people were totally disconnected from the country when the PIA Fokers were not going to Gilgit, they put in C-130. I travelled in C-130, many of us have done it. C-130 is a safe aircraft, of course, there have been some accidents too, all the aircrafts had the accidents and there are definitely the arrangements for the safety and all the belts are there and I think the people of Northern Areas have been convenienced by the aircraft C-130 being deployed.

Now, the question regarding the connection of C-130 or any other aircraft from DIKhan or D. G. Khan. It should be understood that Northern Areas are a very special case, it is far away and that is the only way. So, I think the Government has done well. Now, if there are any specific cases then I think those should be sent to the Committee, I will be very pleased to call the meeting of the CAA, PIA and the Ministry of Defence.

On the other side, my friend has talked about the Gwadar and Masqat Foker. We got that instituted but unfortunately now the situation is different and I think, we will, in the next meeting, review various rules of PIA to see what to do. I must say that I have not met with the cases where the PIA Chairman or any officer of the Ministry has not responded to our Committee and our letters. Therefore, I would be very happy to take anything and we will certainly bring it to the Committee. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Leader of the Opposition.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Mr. Chairman, there have been precedents in this where points of order that have been raised, have been referred to their respective Standing Committees and I think with regard to PIA, there are two basic issues which have been raised and which need to be referred to the Standing Committee and therefore, on behalf of the combined Opposition I would request you, first is the question of C-130s and their air-worthiness by the CAA and the related question of their being insured or not? So, I think, that would be one question which needs to be referred to the Standing Committee and the other very important question is, the condition of 737 in the light of the statement made by the Parliamentary Secretary for Defence on the floor of the National Assembly. So, I would be grateful and I move that these two and the third question about the destination is grounding of the Foker aircraft, if these three questions could be referred to the standing committee, I think, it would be appropriate.

جناب قائم مقام چیئرمین ، کامل علی آغا صاحب ! Opposition jointly request کر رہی ہے کہ یہ معاملہ چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے دفاع کو بھیج دیا جائے یا نہیں کیونکہ وزیر دفاع موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)، کوئی فرق نہیں پڑتا، یہ معاملہ قائمہ کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. The matter is referred to the Standing Committee for Defence.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the movers should also be invited in the committee.

Mr. Acting Chairman: The movers will be invited and all those who have raised points including Senator Amjad Abbas.

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب چیئرمین، میں آپ کا ، چیئرمین سینیٹ کا اور سپیکر قومی اسمبلی کا floor of the House پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں نے چند دن پہلے چیئرمین سینیٹ اور سپیکر قومی اسمبلی کو ایک خط ارسال کیا تھا جس میں، میں ان کے notice میں یہ بات لے کر آیا تھا کہ gate No.1 پر جو canopy لگی ہوئی ہے اس سے اس building کا جو corner stone ہے جس پر سابق وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو کا نام درج ہے وہ اس canopy کی وجہ سے چھپ رہا ہے اور جو بھی آنے جانے والا شخص ہے وہ اس corner stone کو نہیں پڑھ سکتا۔ میں نے ان کو یہ لکھا تھا کہ دنیا بھر کے پارلیمان کی یہ روایت رہی ہے کہ وہ اپنے سابقہ leaders کا احترام کرتے ہیں اور اسی بنیاد پر democracy اور democratic institutions مضبوط ہوتے ہیں۔ اس خط کا جواب تو formally نہیں آیا لیکن انہوں نے direction دے کر اس canopy کو اونچا کر دیا ہے جس کی وجہ سے اب اس building کا corner stone, foundation stone visible ہے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کا نام اب وہاں پر پڑھا جا رہا ہے جنہوں نے اس building کی بنیاد رکھی تھی۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک healthy tradition ہے جس کو دونوں ایوان کے سپیکر اور چیئرمین سینیٹ نے قائم کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے democratic tradition اور democratic institutions مضبوط ہوں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ جناب۔ جی آپ کوئی آئینی نکتہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

RE: VIOLATION OF THE MASTER PLAN OF ISLAMABAD

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، آپ کی توجہ کے لیے اور اس ایوان کی توجہ کے لیے اور آپ کے ذریعے جناب کامل علی آغا صاحب اور وزیر صاحب داخلہ کی توجہ کے لیے دو

چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ اسلام آباد میں مختلف تھانوں کے علاقوں میں پچھلے آٹھ دن کے اندر گیارہ قتل ہوئے ہیں۔ چار ایک دن، تین ایک دن، دو ایک دن اور ایک ایک کرکے ایک دن اور ابھی تک کوئی ایک ملزم بھی ان قاتلوں میں سے پکڑا نہیں گیا ہے۔ This is a matter of public importance. اس لیے کہ protection of life of the citizen is one of the responsibilities of the State. لہٰذا کامل علی آغا صاحب اور وزیر داخلہ صاحب سے میں درخواست کروں گا، آپ کے ذریعے کہ وہ اس پر توجہ دیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ privacy of the home is guaranteed by the Constitution, Mr. Chairman. اس میں میرا ذاتی گھر بھی شامل ہے جو میں point raise کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں مجھے آپ کی مدد بھی چاہیے اور ایوان کی توجہ بھی چاہیے کہ CDA نے اور چیئرمین CDA نے Master Plan سے ہٹ کر اسلام آباد میں جو سب سے بڑا Cardiac Center زیرتعمیر ہے اس کے سامنے اور اسلام آباد کا نہیں بلکہ پاکستان کا جو سب سے بڑا Children Hospital ہے اس کے سامنے اور اس پوٹھوہار region کا جو سب سے بڑا ہسپتال ہے اس کے سامنے اور residential area کے سامنے، جہاں پر صرف 35 یا 40 فٹ کی سڑک ہے، ماسٹر پلان سے ہٹ کر ایک 42 منزلہ کمرشل عمارت کی اجازت دی ہے۔ یہ ماسٹر پلان کی خلاف ورزی ہے۔ I am in possession of the Master Plan. جناب! جو high rise buildings بنی ہیں کراچی میں، اس سلسلے میں سپریم کورٹ تک فیصلے موجود ہیں۔ Law یہ ہے کہ اس علاقے کے رہنے والوں کے no objection certificates کے علاوہ کوئی اس طرح کی عمارت جو privacy of the home کو disturb کرتی ہو اور اس کو outrage کرتی ہو، وہ نہیں بن سکتی اور بغیر کسی پرواہ کیے لوگ رہ رہے ہیں اور ایک 42 منزلہ عمارت کی تعمیر کا آغاز کیا گیا ہے اور کہا یہ جا رہا ہے کہ ہر منزل کے لیے وہاں پر دو دو generators ہوں گے۔ 42 جمع 2 مطلب ہے 44 وہاں پر generators چلیں گے ہسپتال کے سامنے اور گھروں کے سامنے اور وہاں پر کہتے ہیں ہم pub بنائیں گے، کلب بنائیں گے اور وہاں پر ہوٹل بنے گا۔ اس لیے میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں ہاؤس سے کہ اگر آج کسی ایک ممبر کے گھر کے سامنے اس قسم کے laws کو بلڈوز کرکے جناب کامل علی آغا صاحب! اس طرح کی building تعمیر کرنے کی

اجازت دی گئی تو پھر باری سب کی آنی ہے۔ میں ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں جناب چیئرمین! پورے ادب سے اور وفاقی وزراء کی توجہ چاہتا ہوں اور ہاؤس کے دوسری طرف بیٹھے ہوئے اراکین کی بھی توجہ چاہتا ہوں کہ جو علاقے جن کو green area رکھا گیا master plan میں اور وہ علاقے جن کے سامنے گھر بنائے گئے یہ سمجھ کر کہ green area ہے' وہاں پر اس طرح کی تعمیرات کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔

I would like to show some concern from the Chair on the point.

Mr. Acting Chairman: Minister of State for Interior because the concerned Ministry is with them. He has taken the floor.

وہ میرے خیال میں اسی کا جواب دے رہے ہیں۔ چلیں بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین! فائر بریگیڈ کا جو سازو سامان ہے وہ گیارہ منزلہ بلڈنگ سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ جو high rise ہے 42 stories ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، وہ شہید ملت سیکرٹریٹ میں بھی آگ لگی تھی ان کے پاس equipment نہیں تھا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں یہی کہہ رہا تھا۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ ، معزز ممبر بابر اعوان صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس کی next working day پر تمام تفصیل ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔ جہاں تک بنگزئی صاحب کا تعلق ہے ہم نے earth quake کے بعد ایک بہت بڑا cell قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ اس پر عملدرآمد جاری ہے۔ اس میں بہت زیادہ نئی equipment ہم منگوا رہے ہیں وہاں پر فائربریگیڈ بھی منگوا رہے ہیں جن کی reach پہلے سے بہت زیادہ ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، میرا خیال ہے کہ let us move forward بلوچستان پر debate شروع کر دی جائے۔ جی امجد عباس صاحب procedure کے بارے میں you are very particular.

سینیٹر محمد امجد عباس ، جناب چیئرمین! ابھی وزیر صاحب نے next working

day کا ذکر کیا۔ شیر افگن صاحب تو نہیں لیکن کامل علی آغا صاحب بیٹھے ہیں۔ اس دن religious policy کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ میں بتاؤں گا کہ نیشنل اسمبلی نے کیا فیصلہ کیا ہے they were to come back to the House. May be ہمیں کچھ بتا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، میرا خیال ہے کہ رمضان میں we have all to come back حج پالیسی کے بارے میں آغا صاحب کے ساتھ بیٹھ کر چیمبر میں بات کر لینا۔ جی حمید اللہ آفریدی صاحب۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا۔ صرف ایک دو چھوٹے issues تھے۔ اسی floor پر ہم نے last session میں بارڈر کا جو dispute چل رہا تھا افغانستان کے ساتھ جس پر وہ گیٹ بنانے نہیں دے رہے تھے۔ اس issue کو ہم نے take up کیا تھا اور اس پر request کی گئی تھی کہ جو بھی متعلقہ منسٹری ہے وہ آ کر ہمیں آگاہ کرے کہ یہ کیا سلسلہ ہے۔ Foreign Ministry کو request کی تھی ان کا letter آیا کہ جی یہ matter Interior Ministry کا ہے ' Foreign Ministry کا نہیں ہے۔ لہٰذا چونکہ وزیر داخلہ ادھر بیٹھے ہوئے ہیں اتنا serious مسئلہ ہے ۔ پچھلے دو اڑھائی مہینے سے چل رہا ہے لیکن آج تک کوئی یہ نہیں بتا رہا کہ آخر یہ کیا چکر ہے۔ معزز وزیر صاحب ہمیں بتائیں گے کہ اگر ادھر ضرورت نہیں ہے اور یہ mentally prepared بھی ہیں کہ جی کوئی فرق نہیں پڑتا بس ٹھیک ہے ' بارڈر نہیں ہونا چاہیے۔ وہ بھی بتائیں۔ جس وجہ سے وہ رکا ہوا ہے وہ بھی بتائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آفریدی صاحب! ذرا ایک منٹ۔ رضا ربانی صاحب آپ اور کامل علی آغا صاحب آپس میں دو منٹ کے لیے adjournment motion کے سلسلے میں بیٹھ جائیں۔ جی آفریدی صاحب۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، جناب چیئرمین! یہ معزز ایوان جاننا چاہے گا کیونکہ یہ last time take up ہوا تھا اور اس میں یہ assurance دی گئی تھی کہ کوئی وزیر آ کر اس پر ہمیں بتائے گا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ ابھی وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمیں آگاہ کریں کہ

اس کی کیا present situation ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، میڈم پری گل صاحبہ آپ بھی اگر انہی سے تعلق رکھتی ہیں تو پھر وڑائچ صاحب سے کہیں کہ وہ بتا دیں۔

سینیٹر آغا پری گل :جناب چیئرمین! کتنے افسوس کی بات ہے۔ اس وقت جیسے ماہرین نے بتایا کہ یہ belt پورا زلزلہ زدہ ہے۔ اس پر کبھی بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ اب یہ چالیس منزلہ اسلام آباد میں بلڈنگ بن رہی ہے۔ بیوروکریسی کی تیزی دیکھیں کہ ہمارے وزیر صاحب کو پتا ہی نہیں ہے۔ وہ بے چارے کہتے ہیں کہ مجھے پتا ہی نہیں ہے، میں کل آپ کو بتاؤں گا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنا معصوم وزیر اگر میں ان کی جگہ ہوتی تو مجھے پوری تفصیل پتا ہوتی۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر کو پتا ہی نہیں اور بلڈنگ بن رہی ہے۔ یعنی آپ سوچیں کہ یہ لوگ صحیح روتے ہیں، کہ تین سال ہوگئے، چھ سال ہوگئے ہیں۔ ہم یہاں پر بولتے بولتے تھک گئے ہیں۔ ہمارا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ ہم وزیر صاحب سے کیا گلہ کریں اس بے چارے کو کچھ بھی نہیں پتا ہوتا۔ بیوروکریسی اتنی تیز ہے کہ وہ سب اپنا کام کر لیتے ہیں، آخر میں فائل وزیر کے سامنے دستخط کے لیے رکھ دیتے ہیں۔ وزیر کو ذرا تیز ہونا چاہیے۔ ذرا تیزی دکھانی چاہیے کہ یہ اتنا بڑا پراجیکٹ اور اتنا خطرناک پراجیکٹ یعنی بارہ منزلہ پر سی ڈی اے چڑھ نہیں سکتا۔ چالیس منزلہ پر کون چڑھے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم کلثوم پروین صاحبہ آپ بھی اسی سلسلے میں، آپ اس بلڈنگ میں elevator کی بات تو نہیں کریں گی۔

سینیٹر کلثوم پروین ، بابر اعوان صاحب کا پوائنٹ صحیح ہے۔ میں بھی اس کو سپورٹ کرتی ہوں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ :جناب چیئرمین! میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ یہ بات میرے علم میں نہیں ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں------

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی ان کو جواب دینے دیں نا۔ میڈم پری گل! ان کو جواب دینے دیں۔ وہ legal mind بھی ہیں تو ان کو جواب دینے دیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ ، یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جو نقطہ آج اٹھایا جائے تو ایک سیکنڈ میں اس کا جواب آ جائے۔ میرے علم میں ہے کہ وہاں ایک ہوٹل بن رہا ہے لیکن میں نے جو بات کی کہ اس سے rules کی violation ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی۔ کیا اس ہوٹل بنانے کی سی ڈی اے والوں کو اجازت ہے کہ نہیں۔ تو میں نے یہ تفاصیل بتانے کی بات کی تھی۔ یہ میرے علم میں ہے۔ جب اس کا افتتاح ہوا تھا تو میں نے وہاں حاضری بھی دی تھی لیکن میں وہ rules بتانا چاہتا ہوں کہ جس rule کے تحت انہیں یہ اجازت ہے اور اگر نہیں ہے جیسے بابر اعوان صاحب نے فرمایا تو میں نے تفاصیل کے لیے ان سے وقت مانگا ہے۔ محترمہ پری گل صاحبہ! یہ میرے علم میں ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، یہ کس نام سے ہوٹل بن رہا ہے اور اس ہوٹل میں کیا کیا چیزیں ہوں گی۔ اگر آپ کے علم میں ہے تو ہمیں بتائیں کہ اس high rise building میں کتنے ہوٹل ہیں، کتنے rooms ہیں اور کیا کیا بن رہا ہے ' کیا کیا نہیں بن رہا ؛ اس کا نام کیا ہے؟ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، وڑائچ صاحب میرا خیال ہے Master Plan منگوا کے سب Senators کو circulate کرا دیں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، جناب چیئرمین صاحب! میں ساری تفاصیل بتا دوں گا لیکن آج کے agenda پر بحث ------

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں یہ تو نہیں تھا نا۔ جی حمیداللہ آفریدی صاحب۔

سینیٹر حمیداللہ جان آفریدی، جناب وزیر صاحب کسی چیز سے آگاہ نہیں ہیں میرے خیال سے وہ آگاہ ہوں گے تو آ کر بتائیں گے لہٰذا یہ گیٹ کے مسئلے سے بھی اپنے آپ کو آگاہ کر کے next time پھر ہمیں بتائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کر دیں گے۔ وہ آتے ہیں تو آپ ان پر چڑھائی کر دیتے ہیں۔ جو ہاتھ میں نہیں آتے ان کو آپ معاف کر دیتے ہیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب وڑائچ صاحب آتے اس دن ہیں کہ چھ دفعہ

Point of Order raise ہوا اس وقت جواب کے لیے کوئی ہوتا نہیں ہے۔ اچانک یہ وڑائچ صاحب آجاتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کامل آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: آج وڑائچ صاحب الحمدللہ پورے session میں کوئی دن ایسا نہیں کہ وہ نہ آئے ہوں۔ وہ daily آرہے ہیں بلکہ میں اس بارے میں تھوڑا سا احتجاج ضرور آپ کے notice میں لاؤں گا کہ دیکھیں ایک بحث ہو رہی ہے اور وزیر صاحب پچھلے سات روز سے یہاں پر موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے اگر Ministers کو آپ bound کریں گے اور ان کی بات نہیں سنیں گے۔ان کا scheduled programme ہوگا۔ ہمارے پروگرام کے ساتھ اگر ان کا پروگرام مطابقت نہیں رکھتا ہوگا تو ظاہر ہے کہ پھر یہاں سے جانے کے لیے مجبور ہو جائیں گے۔ آج میں سمجھتا ہوں ان کو موقع دیں اور جو ہم نے چھ سات دن جو بحث کی ہے اس پر حکومتی موقف سامنے آئے۔ یہ اس ہاؤس کا بھی حق ہے اور عوام کا بھی کہ وہ ساری بات one sided نہ رہ جائے۔ براہ مہربانی ان کو موقع دیں اور یہ جو اعتراض ہے کہ Minister Sahib کبھی کبھی آتے ہیں یہ غلط ہے۔ ہمیشہ جب بھی ان سے متعلقہ کوئی matter raise کیا ہے تو کم از کم وڑائچ صاحب تو ہمیشہ موجود رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں آپ کی طرف سے یہ appreciation تھی----

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں میں تو appreciate کرتا ہوں ۔جی وڑائچ صاحب۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ: مجھے افسوس ہے کہ میرے ساتھی جو کئی روز سے اس ہاؤس سے غیر حاضر تھے انہوں نے آکر یہ اعتراض کر دیا مجھ پر تو میں احتراماً اس ہاؤس کے تقدس کے لیے اور اپنے بھائی کے احترام کے لیے زیادہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں ان سے یہ کہوں گا کہ وہ خود کہاں تھے؟ میں تو روزانہ حاضر ہوں ۔میری پھر یہی درخواست ہے کہ چونکہ حکومت کی طرف سے ،بلوچستان جیسے اہم مسئلے پر موقف نہیں آیا تو مجھے اجازت دی جائے تا کہ میں کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بالکل آپ کو بھی ٹائم دیں گے تھوڑی دیر بعد۔ Leader of the Opposition اور کامل آغا صاحب آپ-----

Mian Raza Rabbani : As far as the Adjournment Motion is concerned it has been agreed that Senator Rukhsana Zuberi would move it, the Government, I think, would like to oppose and then we will see how it goes.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، میں ایک personal explanation پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ Minister Sahib ادھر آتے نہیں ہیں۔ وہ شاید غلط سمجھے ہیں۔ آتے ہوں گے، روزانہ آتے ہوں گے لیکن full Minister بھی آ کر بیٹھا ہوتا ہے آج اتفاق سے کوئی اور وزیر نہیں ہے، یہ اچھی بات ہے اگر یہ اتنے regular ہیں پھر ان کو اس مسئلے کا پتا ہونا چاہیے اور ہمیں بتائیں کہ gate کا انہوں نے کیا کیا ہے؟------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، حمید اللہ صاحب! ابھی decide ہوا ہے کہ جتنا بھی plan ہے multi-purpose building بن رہی ہے سب سینیٹرز کو circulate کردیں گے مہیا کریں گے -----

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب! یہ building کا مسئلہ نہیں ہے یہ ایک پورے ملک کی سیکورٹی کا مسئلہ ہے border dispute کا مسئلہ ہے، ہم گزشتہ سیشن سے یہ مسئلہ پیش کر رہے ہیں لیکن کسی وزیر کی طرف سے کوئی جواب نہیں آ رہا ہے۔ تو ادھر august House کہہ کہہ کر ہمارے منہ تھک جاتے ہیں لیکن پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی اتنا bother نہیں کرتا کہ ملک کے بارڈر کا مسئلہ ہے dispute بنے اور ادھر آ کر وہ پھر وہ clear کر دیں۔ اگر یہی trend اور طریقہ ہے کہ نہیں، ہر دفعہ کھڑے ہوکر صرف ہم دہائی کریں تو ہم بھی آخر تنگ آ کر پھر چھوڑ ہی دیں گے، بیٹھ ہی جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں انشاء اللہ ایسی بات نہیں ہوگی۔ بس I think we

میڈم رخسانہ زبیری صاحبہ will move up, your point has been carried.

Adjournment Motion move کریں۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I beg leave to move Adjournment Motion.

Mr. Acting Chairman: Yes, please take the floor.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I hereby give notice of our intention to move an Adjournment Motion on the press report published in the 'News" dated 9th September, 2006.

The report is pertaining to the ongoing inquiry by the NAB on overcharge in oil prices suggestion. The press report was submitted to the Prime Minister but there is no response from him even after two months. Earlier based on NAB Inquiry, Public Accounts Committee of the National Assembly had directed the Government not to make any payment to the oil companies without audit of their claims and the Government under threat of closure of oil companies released 5 billion rupees without audit.

This is a matter of urgent public importance and needs discussion on the floor of the House. Thank you.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: Signatures

آپ کے ہی تھے۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: No, sir. Senator Enver Baig Sahib and Senator Babar Awan Sahib.

Mr. Acting Chairman: Naseer Mengal Sahib.

Mr. Muhammad Naseer Khan Mengal (Minister of State for Petroleum and Natural Resources): Sir, I oppose it.

Mr. Acting Chairman: Madam please give some reasons that it should be taken up.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, this House has been taking up the first Adjournment Motion of this session as the earlier session was on 19th of January, 2004.

The Adjournment Motion was referred to the Standing Committee and there it was discussed and a Sub-Committee was made and they had meetings between June 2004 and April 2005 and sir, in May, 2005, a unanimous report of this Sub-Committee belonging to all political parties was submitted and the Federal Minister for Petroleum is on record that they are waiting for this Committee's report and they are going to implement its recommendations. But sir, also I would like to refer to the Chairman, Standing Committee's Report Syed Dilawar Abbas on 4th of February, 2005 whereby he had clearly recommended that the arrears such as freight which is under discussion now again and public representatives present it as an important factor in Price Fixing Committee.

Then sir, NAB gave a press release saying that Ministry of Petroleum is lobbying against NAB and they clarified that to check the implementation of Government policy. So, sir, the matter has become very very important and critical because we know by the figures.

There have been an overcharge to the tune of two hundred and twenty two billion rupees. There have been an overcharge and sir the so called pressure from all marketing companies, it is very critical sir to note that the major party as a public company, not the foreign oil company and that is Pakistan State Oil. Pakistan State Oil according to their own data, has a 74 plus per cent market shares and if a market sector which has 74 per cent of market shares with the public company and goes to black mail the Government that is very very serious a matter and needs to be sorted out and discussed.

Sir you would also recall that the Opposition has made the charge sheet to the Prime Minister and it was part of the documents of No Confidence Motion and sir, the points we raised in that, have in fact come forward and we can see now that all those allegations were right in the light of the NAB and NAB report is important to us because the NAB sees, as supposed to be a ....

(Interruption)

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, let me say and then she can. Sir, I have the floor.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین : اچھا، ایک منٹ ذرا ٹھہریں۔ ٹھیک ہے ۔ ایک منٹ

we have got Mr. Kazoshe میڈم، please

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم، میں یہ تھوڑا سا announce کرنے لگا ہوں ۔

جی ایک منٹ، ذرا guests آ گئے ہیں - ذرا سنیں-

Mr . Kazoshe , Chairman , Executive Committee of the Japanese Communist Party, accompanied by ten members delegation is also sitting in the galleries. Please welcome them.

(Desk thumping)

Madam Zuberi Sahiba, please continue and complete your speech.

Senator Engr . Rukhsana Zuberi: We welcome the Members of the delegation. Sir, going back to the reply of the Prime Minister. He says that the consumer prices of the petroleum products were linked to international prices. And he says all things which are not relevant and then he says this was necessary to encourage investment in both oil refining and marketing to improve the efficiency in the downstream oil sector. He also says that the oil companies have made substantial investment. Sir, the Minister is here, he has been attending all the meetings, even as the member of the committee and also as Minister of State for Petroleum and he is aware that we have asked these questions, specifically. Categorically, I make this statement here that no investment has been made and there has been an overcharge. And also sir, I would like to put before this House, a Prime Minister's letter through his Principal Secretary, Javed S. Malik. This was in response to the nationalization of petroleum products, I think, a formula. A summary was presented to the Prime Minister and thereby several suggestions were made to him that the prices of the petroleum products, refineries and oil marketing companies

should be given this benefit.

Mr. Acting Chairman: Please, a moment, Madam.

سینیٹر کامل علی آغا: صرف اگر ان کو بات کرنی چاہیے تو اس کی admission پر بات کرنی چاہیے۔ اگر یہ speech کریں گی تو پھر we have also a right of answering فی الوقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ admissible نہیں ہے۔ اگر آپ اس کے اندر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کے اندر contents یہ بتا رہے ہیں کہ یہ نیشنل اسمبلی میں پہلے پیش ہو چکا ہے اور اگر نیشنل اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے تو پھر اسے دوبارہ پیش کرنے کے لیے four months کی limitation ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہمارے rules یہی کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: Rule 75 بڑا clear ہے۔ پھر یہ اس میں جو دو تین باتیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ particularly یہ ایک issue کے متعلق نہیں ہے۔ اگر ایک issue کے متعلق مسئلہ ہو تو پھر بھی admission ہو سکتا تھا۔ لیکن اس کی admission اس لیے نہیں ہو سکتی کہ اس میں یہ تین چار معاملات سامنے آتے ہیں۔ اس کے باوجود جناب، ہماری طرف سے یہ تجویز ہے کہ اسے بطور adjournment motion آپ refer نہ کریں بلکہ اسے ایک point of order کے طور پہ ایک اہمیت والے مسئلے کے طور پر، کمیٹی کو refer کر دیں۔ Adjournment motion جو ہے، اگر آپ وہ کریں گے تو معاملہ خراب ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پھر rules کے تحت بات نہیں بنے گی تو وہ یہی ہے کہ as a point of order, we will refer it to the concerned committee. جی صفدر عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اس سے پہلے کہ آپ refer کریں، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ adjournment motion National Assembly میں پیش نہیں ہوا، اگر آپ اس کی wording پڑھیں۔ Sir, آغا صاحب! ایک منٹ please مجھے بولنے دیں، آپ پڑھ لیں۔ آپ نے کہا کہ چار مد کی قدغن لگتی ہے، وہ نہیں لگتی because یہ اپنے طور پر Public

Accounts Committee of the National Assembly نے *suo motu* action لیا تھا '
اس سے پہلے یہ چیز وہاں پر discuss نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی صفدر! آپ بول چکے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ بول چکے!

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، پہلی بات یہ ہے' میں یہ clear کر دوں کہ it has not been discussed in the National Assembly, اگر آپ اس motion میں یہ چیز دیکھیں کہ Public Accounts Committee نے *suo motu* notice لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ factual position جو بی بی رخسانہ بیان کر رہی ہیں' جب تک وزیر صاحب سنیں گے نہیں تو پھر refer کیا چیز کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میرے خیال میں انہوں نے کافی کچھ کہہ دیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں معذرت سے آپ سے عرض کروں گا کہ یہ motion ہے ' اس کو بالکل وہ consent دیتے ہیں' یہ motion refer ہونا چاہیے' جناب! point of order کیا refer ہو گا۔ دیکھیں نا' ایک issue ہے' اس کے ساتھ appendages ہیں' اس کے ساتھ کوئی تین چار appendages بھی لگی ہوئی ہیں' اخباروں کی cuttings لگی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میرے خیال میں وہ ایک ہے' میرے پاس بھی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، تو آپ جب kindly refer کریں تو یہ ساری کی ساری چیزیں refer ہونی چاہییں۔

Mr. Acting Chairman: They will go in toto to the concerned

committee.

وہ ساری چیزیں جائیں گی۔

سینیٹر کامل علی آغا، اگر مجھے یہ موقع دیں، اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی .please

سینیٹر کامل علی آغا، دیکھیں جی کہ rule 75 جو ہے، میں اس کو پڑھنا چاہوں گا کہ it shall raise an issue of urgent public ٹھیک ہے، urgent public importance..

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، اچھا، سن لو۔ کھربوں روپے بیرونی بینکوں میں ڈال کے آپ آج یہ بات کریں تو میں یہی کہوں گا کہ چور مچائے شور۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بیٹھیں تشریف رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں relevant rule کی بات کر رہا ہوں اور آپ mislead کر رہے ہیں، میں تعاون کر رہا ہوں، میں یہ کہہ رہا ہوں، ہمیشہ حکومت نے اور ان benches نے یہ بات کی ہے کہ جو بھی معاملہ سامنے آئے، ہم اس کو sort out کریں کہ اس کے اندر کیا معاملہ ہے اور ہماری ذمہ داری ہے۔ ہمارے اندر کوئی corruption نہیں ہے، ہمارا دامن صاف ہے، ہم قطعی طور پر کسی معاملے کو بھی، اگر کوئی member floor of the House پر point out کرتا ہے تو ہم کھلے دل کے ساتھ اس کو face کرتے ہیں اور یہی ہمارا رویہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ rules کی خلاف ورزی نہ کی جائے، محترم Opposition Leader کے ساتھ ہماری بات ہو گئی ہے، ہم اس کو discuss کرنا چاہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس کو discuss کریں، Standing Committee کو refer کریں۔ ہم offer کر رہے ہیں، یہ میری offer ہے otherwise, یہ admissible نہیں ہے، اس کو reject کریں، اگر یہ committe میں بھیجنا نہیں چاہتے تو ہم نہیں بھیجتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، وہ offer برقرار رکھتے ہیں۔ رضا ربانی صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، یہ اس طرح الزامات لگا کر اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ---

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ نوبت نہیں آنی چاہیے۔ Let us be patient.

سینیٹر کامل علی آغا، پانچ کھرب روپے کھا کر ان کا پیٹ نہیں بھرا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، وہ چاہتے ہیں، let us move forward. رضا ربانی صاحب! I think, جی، جی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، سات کھرب---

سینیٹر کامل علی آغا، الزام نہیں ہے، میں floor of the House پر کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! پہلے میری بات تو سنیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، آپ مجھے موقع دیں، اگلے اجلاس کے اندر میں ثبوت پیش کرتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! ثبوت لے کر آئیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، عدالتوں کے فیصلے پیش کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آپ کے پاس کون سے ثبوت ہیں؟ کون سی عدالت کا فیصلہ ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین، اب please بیٹھ جائیں۔ یہ دو منٹ بڑا مشکل time ہے بارہ بج گئے ہیں، ایسے ہم وقت ضائع کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میری عرض سن لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اگر trading of allegation آئے گی تو allegation لگانا ہم بھی جانتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: I think, we should go forward Senator Safdar Abbasi sahib

بس ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: وہ کھڑے ہو جاتے ہیں، ہر چیز کو bulldoze کریں، وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی آواز بہت بڑی ہے، بہت اونچی ہے، وہ جس کو چاہیں گے bulldoze کریں گے۔ جناب! میں ان کو warn کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر صفدر عباسی صاحب! parliamentarians ایک دوسرے کو tolerate کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ہمارا یہ حق ہے کہ ہم بولیں اور جب تک ہمارا حق ہے، ہم اس کو استعمال بھی کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! بات یہ ہے کہ there are six movers of this motion ابھی ایک mover بول رہا ہے، وہ وہاں سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپ کو دھمکی دیتے ہیں کہ adjournment motion کو آپ admit نہ کریں، وہ کون ہوتے ہیں دھمکی دینے والے----------

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی دھمکی نہیں دے رہا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! بالکل دئے رہے ہیں he is trying to bulldoze the entire House اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس طرح سے bulldoze کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم bulldoze نہیں ہوں گے۔ آپ بات کرنے دیں اس کے بعد ---

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی bulldoze نہیں ہوگا، ایسی نوبت بھی نہیں آئے گی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! آپ پہلے بی بی کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Madam please آپ conclude کریں تو then I will refer the matter.

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں جناب! یہ conclude والی کون سی بات ہے؛ میں نے عرض کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ایک منٹ بات کرنے دیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں جناب! یہ کوئی بات نہیں، یہ طریقہ کار نہیں ہے، جو agreement ہوا ہے، یہ اس کے مطابق چلیں، یہ اس طریقے سے نہ کریں۔ ہم نے خود offer کر دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ایک منٹ انہیں finish کرنے دیں، I know it میرا خیال ہے وہ خاتون سینیٹر کو ایک منٹ۔۔۔ I kn... it there has been a magnanimity on both the sides ہمیں اس magnanimity کو continue کرنا ہے۔ Madam آپ conclude کریں then we will decide it.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جناب! یہ ایک letter ہے Principal Secretary of the Prime Minister, کا sir، میں آخری بات کرکے ختم کروں گی۔

سینیٹر کامل علی آغا، یہ admissibility پر بات کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں یہی چاہتا تھا کہ admissibility پر بات کریں۔

(مداخلت)

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I just conclude it sir.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا چلیں conclude کریں۔ سینیٹر صفدر عباسی صاحب! میڈم رخسانہ کو complete کرنے دیں۔ میں نے میڈم رخسانہ زبیری کو floor دیا ہے۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جناب! انہوں نے اس میں ایک رپورٹ کے

response میں یہ letter لکھا ہے۔ اس میں ہر وہ بات جس سے refineries کا بھلا ہوتا تھا، جس سے Oil marketing companies کا بھلا ہوتا تھا۔۔۔، مثال کے طور پر ایک refinery نے اربوں روپے excise duty رکھ لی اور نہیں دی، اس سب کو condone کر دیا لیکن ایک بات جو Prime Minister کے پاس تھی جس سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ یہ تھا

جناب!

Now I will read from that. The Prime Minister has also been pleased to direct that NBNR should formulate recommendations for the phased withdrawal of the deemed duty for all four products: Diesel, Kerosene, Light Diesel and JP4 in the interest of rationalising the price regime across all the existing refineries.

جناب! یہ letter 02 March, 2006 کو آیا اور اس کے بعد جب Finance Bill پیش ہوا، جس میں یہ آ سکتا تھا کیونکہ یہ duties Finance Bill کے through ہی لگی تھیں، انہوں نے یہ نہیں کیا and this needs to be answered. Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین : Thank you very much. جیسے رضا ربانی صاحب magnanimity کو continue کرتے ہیں یا تھوڑی بہت پھلجھڑیاں ہوتی ہیں، برداشت بھی کرتے ہیں then again we are friends and brothers. We respect each other.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! دیکھیں یہ پھلجھڑی نہیں ہے، یہ سامنے rules پڑے ہیں، اس کے باوجود کہ یہ admissible نہیں ہے، ہم نے offer کی ہے کیونکہ یہ issue ایک معزز رکن نے raise کیا ہے تو ہم اس issue کو Standing Committee meeting میں discuss کر لیتے ہیں، اس کے ایجنڈے پر لے آتے ہیں کیونکہ ہمارا دامن صاف ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اس قسم کے معاملات کو دیکھنا چاہتے ہیں، discuss کرنا چاہتے ہیں اور ہماری حکومت یہ چاہتی ہے کہ اگر کوئی معاملہ سامنے آئے تو ممبران اس کو discuss

کریں اور دیکھیں کہ اس میں کیا ہے۔ کیا allegation درست بھی ہے کہ نہیں؛ اگر محترم جناب عباسی صاحب، یہ کتاب ایک دفعہ پڑھ لیں تو انشاء اللہ معاملہ solve ہو جائے گا اور یہ جتنے جذباتی ہوتے ہیں جناب! ان کو تنبیہہ کریں کہ یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ روز، روز ایسے شور ڈال کر تو آپ سچے نہیں ہو سکتے۔ آپ کے خلاف تو فیصلے آچکے ہیں اور ساری دنیا۔۔۔ آپ international fame کے لوگ ہیں، ہمیں ثابت بھی کریں گے تو کیا کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں آپ بھی conclude کریں۔ اس بات کے اندر ہی رہیں۔ کامل صاحب! let us take the goodwill along.

سینیٹر کامل علی آغا: ہماری نیت صاف ہے، ہم نے جو ایک بات کی ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: تشریف رکھیں please نہیں

Leader of the Opposition

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب!

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں بس، let us keep the feelings mutually respectful.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آغا صاحب جو بات ابھی کر رہے ہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ جب سے یہ accountability کا سلسلہ شروع ہوا ہے، ہمارے خلاف کسی کورٹ کا کوئی ایک فیصلہ بھی نہیں آیا۔ میں یہاں پر یہ بات بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی conviction کوئی فیصلہ، کسی عدالت کا ہمارے خلاف نہیں ہے۔ اگر allegations پر بحث کرنی ہے تو پھر سپریم کورٹ کا سٹیل مل کے معاملے پر جو فیصلہ ہے، وہ ایک منہ بولتا ثبوت ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جیسا کہ agree ہوا تھا آپ نے اس matter کو Standing Committee کو refer کر دیا ہے، ویسے بھی اب سوا بارہ ہو رہے ہیں، بلوچستان پر بحث کرنی ہے تا کہ منسٹر صاحب بھی اس کو wind up کر لیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. The matter is referred to the Standing Committee for Petroleum. Thank you very much, we move on.

(Desks Thumping)

سینیٹر کامل علی آغا: جناب آپ یہ واضح کر دیں کہ یہ adjournment motion admissible نہیں ہے لیکن اسے Committee کو refer کیا جاتا ہے۔

Mr. Acting Chairman: It is with the consent of the Treasury Benches and the Leader of the Opposition, it is not an adjournment motion and the adjournment motion is not pressed.

سینیٹر کامل علی آغا: بہت مہربانی۔

Mr. Acting Chairman: Now we start the debate. Farooq Naek Sahib, please take the floor you are the first speaker

اور بسم اللہ کریں۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: پہلے اس چیز کو clear کیا جائے کہ اگر ایک چیز unlawful ہے with the consensus وہ lawful نہیں ہو سکتی۔ I want to make it very clear اور بھنڈر صاحب would bear me out اگر وہ rules کے نیچے ایک چیز unlawful ہے تو جیسے آغا صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ لکھیں note کریں کہ یہ allowed نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: فاروق نائیک صاحب please take the floor, you are the first speaker on Balochistan debate.

Senator Farooq Hamid Naek: Sir, there have been complete, total violation of the rules that I am at least noticing and Bhinder Sahib.

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تمام honourable Senators سے بھی یہی

request کرتا ہوں کہ ان کے پاس proposal آتا ہے، اسے دیکھ کر اس کے مطابق کرلیں۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: Consent کے ساتھ کوئی چیز lawful نہیں ہوسکتی۔

It is unlawful.

جناب قائم مقام چیئرمین : نائیک صاحب please take the floor, you are the first speaker on Balochistan and آج میں پہلی دفعہ کہہ رہا ہوں کہ پانچ منٹ speech کریں تاکہ we can conclude کیونکہ گورنمنٹ بھی اس سلسلے میں اپنا جواب دے۔ نائیک صاحب! please five minutes.

سینیٹر فاروق حامد نائیک: ساجد میر صاحب شاید چاہتے ہیں کہ وہ پہلے کرلیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ساجد میر صاحب کا بھی نام ہے۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: اس کے بعد میں کرلوں گا، کیا جاننا چاہتے ہیں آپ؟ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں۔ پروفیسر ساجد میر please take the floor.

DISCUSSION ON LAW AND ORDER SITUATION IN BALOCHISTAN

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: شکریہ جناب چیئرمین صاحب!

ہمنواؤ شکوہ گلشن میں برتو احتیاط

اس کی زد میں تو شعور باغبان بھی آئے گا

یہ تو ہے دور شکست و ریخت اے نازک مزاج

زد میں اس کے تیرا شیشے کا مکان بھی آئے گا۔

جناب چیئرمین! جب باغبان اور حکمران کا شعور اس سطح پر آجائے کہ وہ گلشن وطن کے مختلف حصوں میں توڑ پھوڑ شروع کر دے تو وہ خود مکافات عمل سے نہیں بچ سکتا اور اس کا اپنا شیشے کا مکان بھی پتھروں کی زد میں آتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ بہت بڑا خطرہ یہ ہے کہ خدانخواستہ گلشن وطن کے مختلف حصے شکست و ریخت کا شکار نہ ہو جائیں۔

جناب چیئرمین! اس کا تجربہ، بڑا تلخ تجربہ، مشرقی پاکستان میں کر چکے ہیں۔ صوبوں

میں بات شروع ہوتی ہے حقوق کے مطالبے سے ۔ جب حقوق نہیں دیے جاتے تو بات صوبائی خودمختاری تک پہنچتی ہے اور اس مطالبے کے بعد بھی اگر مذاکرات اور افہام وتفہیم کی بجائے گولی کی زبان سے بات کی جائے، لاٹھی کی زبان سے بات کی جائے تو پھر علیحدگی کے مطالبے بھی ہوتے ہیں اور دوسرے ناقابل بیان واقعات بھی جنم لیتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! ہمارے ملک میں کبھی "حمود الرحمن کمیشن" بنا تھا ۔ اس کا message loud and clear آج بھی موجود ہے۔ نمبر ۱، فوجی اور انتظامی ایکشن سے ملک کے سیاسی مسائل حل نہیں ہوتے۔ نمبر ۲ فوج کو سول اور سیاسی معاملات میں دخل اندازی سے بچنا چاہیے ۔ لیکن فوج اور جرنیلوں کی ٹریننگ مختلف ہے ۔ وہ شاید ہر معاملے میں یہ سمجھتے ہیں کہ مختار کل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ عقل کل بھی ہیں ۔ یہاں سیاسی لوگوں پر مشتمل کمیٹیاں بنیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر بلوچستان کا معاملہ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب، جناب مشاہد حسین صاحب اور وسیم سجاد صاحب جیسے لوگوں تک رہتا تو معاملہ اس حد تک نہ بگڑتا جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں ۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ انہیں کام نہیں کرنے دیا گیا اور اگر انہوں نے کچھ کام کیا تو ان کی سفارشات کو ردی کی ٹوکری کی نذر کیا گیا اور آج الزام یہ لگایا جا رہا ہے، غلط بیانی یہ کی جا رہی ہے کہ نواب اکبر بگٹی اور بلوچستان کے دوسرے سرداروں نے ان کمیٹیوں کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سیاسی راستے بند ہو چکے ہیں اور government کی اپنی ہی بنائی ہوئی کمیٹیاں بے بس ہیں تو پھر وہ دوسری سوچ پر مجبور ہوئے۔

جناب چیئرمین ! یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے کہ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ یہ ظالم اور سفاک سردار عوام پر کوئی اثر نہیں رکھتے۔ عوام ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ دوسری طرف آج یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ انہوں نے تعاون نہیں کیا اس لیے یہ کمیٹیاں کامیاب نہیں ہوئیں۔ یہ بہت بڑا تضاد ہے۔ کس نے روکا تھا انہیں کام مکمل کرنے سے؟ کس نے روکا تھا ان کو اپنی رپورٹ بنانے سے اور کس نے روکا تھا ان پر عملدرآمد کرنے سے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ برسراقتدار لوگوں کے اوپر ایک غیر سیاسی قوت مسلط ہے کہ جس کا فرمایا مستند ہے۔ ستم یہ ہے کہ ہمارے سیاسی دوست اس قوت کے دست و بازو ہیں اور اس کو باقی رکھنے میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں، اس کو باقی بھی رکھنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین ! ایک پنجابی folk

song ہے جو بچپن میں راہ چلتے ہوئے کان میں پڑتا تھا۔ پنجابی آپ اچھی طرح یقیناً سمجھتے ہوں گے۔ وہ کچھ اس طرح ہے۔ کچھ الفاظ کی میں وضاحت بھی کروں گا۔

سوئے وے چیرے والیا میں کیندی آں

سوئے معنی سرخ، چیرا مانگ ہے جناب چیئرمین! وہی مانگ جس کے بارے میں فیض نے کہا تھا کہ

بجھا جو روزن زنداں تو دل یہ کہتا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہو گی

تو کہنے والی نے کہا یا کہنے والے نے کہا کہ

سوئے وے چیرے والیا میں کیندی آں
توں کر چھتری دی چھاں میں چھاویں بیندی آں

آج ہمارے دوست اسی کو تھوڑا سا بدل کر گا رہے ہیں اور سنا رہے ہیں کہ

سوئے وے چیرے والیا میں کیندی آں
توں کر وردی دی چھاں میں چھاویں بیندی آں

خود چھاؤں میں بیٹھنے کی خاطر اور سائے میں بیٹھنے کی خاطر ملک کو تباہ کر رہے ہیں، ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں تاکہ اپنا دسترخوان چلتا رہے۔ جناب والا یہ جمہوری سسٹم ہے۔ صرف اور صرف جمہوری سسٹم ہے جس میں احساس شراکت ملتا ہے صوبوں اور عوام کو۔ یہ صرف اور صرف جمہوری سسٹم ہے جس کے اندر بات سنی بھی جاتی اور سنائی بھی جاتی ہے اور قبول کرنے کے لیے قابل عمل ہو اس کو قبول بھی کیا جاتا ہے۔ اور کوئی سسٹم آج کی دنیا میں اس کا متبادل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! حیرت کی بات ہے ایک طرف آپ روشن خیالی کی بات کرتے ہیں اور اسی روشن خیالی کی جھلک دنیا کو دکھانے کے لیے کبھی دینی مدارس کو کنٹرول میں لینے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی نصاب تعلیم کو بدلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے طور پر بدلتے ہیں۔ وہ آپ کے دوست جو امریکہ میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کا پردہ نہیں رہنے دیتے۔ انہوں نے کل ہی کہا۔ کل ہی وزارت خارجہ کی وہاں سے رپورٹ آئی کہ نصاب تعلیم بدلنے کے سلسلے میں ہم

پاکستان کی بڑی مدد کر رہے ہیں اور مدارس کو قومی دھارے میں so called لانے کے لیے بھی مدد کر رہے ہیں۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ روشن خیالی کے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لیے کبھی آپ، تحفظ خواتین کے نام پر بل لاتے ہیں، کبھی نصاب تعلیم بدلتے ہیں، کبھی مدارس کی طرف رخ کرتے ہیں لیکن دنیا آپ کو کبھی روشن خیال نہیں مانے گی اور آج اس اکیسویں صدی میں بھی آپ عوام کو سچی جمہوریت نہیں دیتے، جب تک اس سے وردی کا سایہ دور نہیں کرتے، جب تک آپ صوبوں کو احساس شرکت نہیں دیتے، جب تک عوام کو ان کے کھوئے ہوئے حقوق نہیں دیتے، اس وقت تک کوئی بھی آپ کو روشن خیال نہیں مانے گا۔

جناب! آپ کہتے ہیں کہ ہم شدت پسندوں کے خلاف ہیں۔ شدت پسندوں کے خلاف ہم جنگ کر رہے ہیں۔ دنیا بھر میں آپ شدت پسندی کے خلاف ہیں اور اپنوں کے لیے، ملک کے باسیوں کے لیے، صوبوں کے لیے، بلوچستان کے لئے، قبائلی علاقے کے لیے آپ کے پاس شدت کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ مذاکرات، نہ افہام وتفہیم! کتنی عجیب بات ہے کہ شدت پسندی کے نعرے، پوری دنیا میں شدت پسندی کے خلاف نعرے اور اپنے ملک میں شدت پسندی۔ آپ خود کر رہے ہیں اور اس کو فروغ دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میگا پراجیکٹس کا بھی بڑا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ میگا پراجیکٹس کا بڑا شور ہے۔ میں صرف دو باتیں اختصار کے ساتھ، اس حوالے سے عرض کروں گا۔ انگریز نے بھی عوام کے بڑے فائدے کے کام کیے آج تک بہت سی سڑکیں، شاہرائیں، ریلوے، نہری سسٹم، اور بہت سی دوسری چیزیں ان کی یادگار کے طور پر موجود ہیں اور اس وقت جہاں سکول میں پڑھتے تھے۔ ہمیں ایسے ایسے مضمون لکھنے اور پڑھنے کے لیے دیے جاتے تھے۔" انگریزی راج کے فائدے" لیکن کیا ریلوے کے سسٹم لگنے کے بعد، پٹریاں بچھنے کے بعد اور سڑکیں بننے کے بعد اور یہاں سے ڈاکو راج جو انگریزوں نے ختم کیا وہ ٹھگ راج ختم ہونے کے بعد کیا لوگوں نے انگریز کے راج کو قبول کر لیا۔ کیا انہوں نے آزادی کی جدوجہد کو چھوڑ دیا؟ جناب! میگا پراجیکٹ کبھی آزادی اور صوبائی خودمختاری یا صوبائی اختیارات کا متبادل نہیں ہو سکتا۔ They can never be a substitute اس کے لیے آپ کو اختیارات دینے پڑیں گے۔ اس کے لیے آپ کو ان کے حقوق دینے پڑیں گے۔

دوسری بات صرف میگا پراجیکٹ کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں جب عوام کے اندر یہ احساس ہو ' یہ reality ہے یا perception ہے جو بھی ہے' ایک clear اور زور دار اور forceful perception ہے کہ بلوچستان کے عوام کو ' میگا پراجیکٹ کا direct فائدہ نہیں اور زیادہ تر فائدہ برسراقتدار لوگوں کو' جرنیلوں کو پہنچایا جا رہا ہے -باہر سے لوگ زمینیں خریدنے آ رہے ہیں-ہم روزانہ دیکھتے ہیں- ہمارے اخبارات بڑے بڑے گوادر کے پراجیکٹ سے بھرے پڑے ہیں کہ آؤ اور زمین خریدو ' اور زمین خریدو' پتا نہیں کہ ایک ایک ٹکڑا کتنی بار بک چکا ہے -جناب چیئرمین! تو یہ reality اور perception بھی ہے کہ ان پراجیکٹ کا فائدہ صوبے کے باہر سے لوگوں کو ہے اور وہ پاکستان کے دوسرے صوبوں سے آئے ہیں- Direct اور بہت زیادہ فائدہ براہ راست صوبے کے عوام کو پہنچنا چاہیے -برسراقتدار لوگوں کو نہیں' دوسرے صوبوں کے لوگوں کو نہیں' آپ جائز شکایات کا موقع دے رہے ہیں-بلوچستان کے عوام کہیں بھی ہوں کبھی یہ قبول نہیں کریں گے کہ میگا پراجیکٹ کے نام پر ان کو تو کچھ نہ دیں-یا نہ ہونے کے برابر دیں اور خود سارا کچھ سنبھالتے رہیں اور خود سارے فائدے اٹھاتے رہیں- جناب والا! میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ ایک مرحلے پر گزارش کی تھی کہ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ بلوچستان کا جغرافیہ بنگلہ دیش سے مختلف ہے اور اس لیے ہم جو چاہیں' بلوچستان کے عوام کے ساتھ کر سکتے ہیں -خدانخواستہ ' خدانخواستہ اگر الگ ہونے تک بات نہیں پہنچتی تو شورش' بدامنی ' بے چینی' وہ تو آپ دور نہیں کر سکتے- اگر اسی طرح یہ رویہ رہا اگر اسی طرح کے حالات رہے اور پھر آپ کہتے ہیں کہ کوئی اس کو علیحدہ نہیں کر سکتا لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! جو قوتیں جو طاقتیں بظاہر آپ کی دوست بھی ہیں جو بلوچستان کو علیحدگی کی طرف لے جانا چاہتی ہیں-ان کے ہاتھ دانستہ یا نادانستہ طور پر آپ خود مضبوط کر رہے ہیں اور وہ طاقتیں آپ سے زیادہ قوت رکھتی ہیں ' وہ طاقتیں زیادہ طاقتور ہیں - اس لیے یہ مت کہیں کہ ہم بلوچستان میں جو کچھ کرتے رہیں بلوچستان علیحدہ نہیں ہو سکتا-مسائل اندر سلگتے رہیں ' مسائل بڑھتے رہیں اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک یہ وردی والا ' اور یہ چھاؤں و سایہ موجود ہے اس وقت تک مسائل گھٹیں گے نہیں' بڑھیں گے اور لاشیں قبر میں اتارنے سے مسائل کبھی حل نہیں ہوں گے-

جناب چیئرمین! آج نواب اکبر بگٹی اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور ان کے نام سے ایک نامعلوم لاش قبر کے اندر اتاری جا چکی ہے لیکن بلوچستان کے عوام کے مسائل باقی ہیں اور بلوچستان کے عوام کے اپنے مسائل کے لیے اور اپنے خوابوں کے لیے ' اور اپنی باتوں کی جدوجہد صرف بلوچستان کے لیے نہیں ' پورے پاکستان کے عوام بلوچستان سمیت ' اپنے حقوق کے لیے اور پاکستان کے حقوق کے لیے باقی صوبوں کے حقوق کے لیے عوام کی جدوجہد جاری رہے گی۔ایک ' دو چار لاشیں قبر میں بند نہیں ہوں گی۔

قبر میں ایک لاش اترنے سے دفن تحریک تو نہیں ہو گی
شب کی تقدیر ہے گزرے جانا صبح تاریک تو نہیں ہو گی

انشاء اللہ یہ جدوجہد جاری رہے گی اور کامیابی سے بھی ہمکنار ہو گی ۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام چیئرمین: thank you very much فاروق نائیک صاحب۔

Senator Farooq. Hamid . Naek: Mr. Chairman! Balochistan is burning today and there are no two points to it, the question is why? For that purpose we have to look into the history a little bit. The Britshers administered Balochistan with a very soft hand and very lightly. There were few urban municipalities which were governed by the political agent under central authority. The administration of the land owned by the various tribes, were controlled by tribal heads and the tribal leaders. Accountability to the central authority was assigned to the *Shahi Jirga*. *Shahi Jirga* was responsible over all as far as the administration of the Balochistan was concerned. In 1947 *Shahi Jirga*, Quetta Municipality decided to join Pakistan without any objection whatsoever and we must keep it into mind that the *Shahi Jirga* was controlled by the tribal leaders, by the tribal heads and they decided unanimously to join Pakistan. It

proves without any doubt that they had patriotism towards the new country which was being formed under the name of Pakistan. Khan of Qalat, no doubt, joined later on but he also joined Pakistan and Qalat also became a part of Pakistan.

Sir, when country came into existence in 1947 there was a collection, it was a collection of diverse geographical entities and diverse cultures, as far as Pakistan was concerned. People of different nationalities you can say that people with different thinking, culture, languages formed Pakistan. As far as Balochistan was concerned that the tribal Chiefs and *Sardars* had monopoly over political power and the Britshers knew it very well, sir that was the reason they ruled Balochistan with a soft hand. At the time of birth of Pakistan, Balochistan was politically backward also, it was not politically forward like Punjab. There were no constitutional changes, there was no parliamentary system. So, Balochistan was politically very backward, so the governance of Balochistan became a problem when Pakistan came into existence and Quaid-i-Azam realised this so, Quaid-i-Azam devised a provisional organ, an interm measure to govern Balochistan through Governor General Advisory Body. Sir, you, being a Baloch must be awareof it more than me and that council gave the first blow to the democraticaspirations of the people of Balochistan.

Sir, and this blow was further dealt, became bigger in 1955, if I am correct, when One Unit was created. So, Balochistan from the day one after the Britshers left, was never dealt with, properly and in a right

political manner. The One Unit made Balochistan's people, a common people that their cultural and historical identity is being wiped out. So, these were the two blows which were very harsh on the people of Balochistan. Sir, gas was discoverd in the Sui areas in the 1950s extensive gas line was laid all over Pakistan and again unfortunately Balochistan did not get its share and the major share went to the Punjab and the Punjab refused to make payment for the resources that were being used by the Punjab.

جناب قائم مقام چیئرمین ، ہاں - یہ Treasury Benches کے tea room کا دروازہ بند کریں۔ They are having good tea and drinks. نہیں جی وہ آ رہے ہیں۔ جی۔

Senator Farooq Hamid Naek: Sir, these are the roots which were being laid for the rage of people of Balochistan and this rage increased with the military operations which took place against them in 1956, in 1970 and again now from 2004 to 2006 and that was all being done, the Baloch feels to curb their genuine demands. Sir, Balochistan is not only the largest province of Pakistan but also the one with the greatest natural resources but the elite of Pakistan specially the military, have left large population of Pakistan in Balochistan below poverty line.

ان ساری چیزوں کی وجہ سے یہ مسئلہ آتش فشاں کی طرح آ کر پھٹا ہے' from the day one بلوچوں کو ان کی identity نہیں دی گئی ہے اور جب تک ان کو ان کی identity نہیں دی جائے گی' یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ سیکریٹری لگا دینا' دو نوکریاں دے دینا' اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ تو بڑی shallow چیزیں ہیں کہ آپ نے کسی کو چھ نوکریاں دے دیں' کسی کو تھوڑے سے پیسے دے دیے' کسی کو گورنر بنا دیا' کسی کو سیکریٹری بنا دیا' اس سے

مسائل حل نہیں ہوتے۔ پھر جو سیکریٹری لگتا ہے یا جو گورنر بھی آپ لگائیں گے تو جس سے Establishment خوش ہوگی، اس کو لگانے گی، عام آدمی جس سے خوش ہوگا، اس کو نہیں لگائیں گے۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ عام آدمی میں جو deep distrust پیدا ہوا ہے، جب تک اس کو remove نہیں کیا جائے گا اس وقت تک بلوچستان کا crisis ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ distrust بڑھتا چلا جا رہا ہے and we are fuelling the fire.

ہم نے بلوچ سرداروں کے خلاف آواز اٹھائی، ان کو غلط کہا گیا، ان کو کہا گیا کہ یہ patriot نہیں ہیں، Sir let us be honest to each other پاکستان کو بنے ہوئے ساٹھ سال ہوگئے ہیں، ابھی تک ہمیں یہ نہیں معلوم کہ کون patriot ہے اور کون نہیں ہے۔ ہم کھڑے ہوتے ہیں، کہتے پٹھان، اوہو، اوہو، سندھی اوہو، اوہو، بلوچ اوہو، اوہو، یہ تو پاکستان کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتے، بابا پھر پاکستان کے ساتھ کون رہنا چاہتا ہے خالی پنجاب کے لوگ۔ ایک شخص کو جو گنہگار نہیں ہے آپ خود اس کو کہتے ہیں کہ تم گنہگار ہو اور اس کو مجبور کرتے ہو کہ وہ گناہ کرے تو زیادتی کس کی ہے؟ جب تک ہم یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ ہم سب محب وطن ہیں، اس وقت تک اس ملک کی سلامتی نہیں رہے گی۔

جناب والا! آپ گوادر پورٹ کا مسئلہ لے لیں، مجھے یقین ہے کہ بلوچ چاہتے ہیں کہ گوادر پورٹ بنے۔ Gwadar Port is the development of the province مگر there is a proviso, there is a condition attatched to it. وہ condition کیا ہے کہ in the process of formulating and executing of policy ان کا حصہ ہونا چاہیے۔ اب اگر کوئی میرے گھر کے اندر آ جائے اور مجھے کہے کہ آپ کا گھر بہت بوسیدہ ہے، میں اسے تعمیر کرنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو ذرا ماڈرن طریقے سے بنا دوں، میں بڑا خوش ہوں گا۔ I will never say "no" لیکن اگر وہ اس طرح کہے کہ تمہارا گھر میں اپنی مرضی سے بناؤں گا تمہاری مرضی سے نہیں بناؤں گا اور اس سے جو فائدے ہوں گے، میں لوں گا، تم نہیں لو گے تو میں کیا کروں گا، میں احتجاج کروں گا یا نہیں کروں گا۔ یہی حال بلوچوں کا ہے۔ بلوچ یہ احتجاج اس لیے کر رہے ہیں کہ ان کو ان کا حق نہیں ملتا۔ یہ جو تاثر دیا جا رہا ہے کہ وہ گوادر پورٹ کے بننے کے خلاف ہیں، یہ تاثر غلط ہے۔ یہ میڈیا کا غلط role ہے جس کو project کیا جاتا ہے۔

میڈیا کا ایک اصول ہونا چاہیے' Media is a fifth estate ان کا اپنا ایک role ہے کہ وہ صحیح بات کو project کریں۔ اگر وہ یہ بات لکھ بھی رہے ہیں تو ان کو چاہیے کہ یہ چیز لکھیں کہ یہ باوچ قوم کے عام آدمی کی سوچ نہیں ہے مگر چونکہ projection غلط ہو رہی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کل ہر آدمی' یہ تاثر لینے کو تیار ہو رہا ہے کہ بلوچ محب وطن نہیں ہیں۔

اب آپ نواب اکبر بگٹی صاحب کے قتل پر آئیے۔ نواب اکبر بگٹی کی

killing has hurt Pakistan very very badly and Pakistan is bleeding today and Pakistan will keep on bleeding as far as the killing of Nawab Akbar Bugti is concerned.

نواب اکبر بگٹی کو کس نے مارا؟ اب یہ دیکھیں۔

The guardians of our independence, the guardians of integrity of our country, they are responsible for the killing of Nawab Akbar Bugti. A common man

نے اس کو نہیں مارا' ایک planned طریقے سے اس کی killing ہوئی ہے

and he was not an ordinary man. He was the Governor of the Province. He was the Chief Minister of the Province. He was the tribal Head. He had remained the Federal Minister. He was 80 years of age.

اور اس کو آپ نے ایک planned طریقے سے مارا اور کس نے مارا؟

The guardian of our integrity, the guardian of our territories and the guardian of our independence.

جو role Article 245 of the Constitution نے دیا ہے آرمی کو وہ role انہوں نے دشمن کے خلاف استعمال نہیں کیا' وہ role جو ان کو دیا گیا' assign کیا گیا وہ انہوں نے اپنے لوگوں کے خلاف استعمال کیا اور اس میں Province of Balochistan کا بہت بڑا ہاتھ ہے کیونکہ کوئی military power civilian authority کی aid کو نہیں آسکتی under Article 245 of the Constitution جب تک کہ province اس کو نہ بلائے اور اس چیز میں

Province نے کوئی----- یہ خالی Article 245 of the Constitution کی violation نہیں ہے بلکہ یہ Article 147 of the Constitution کی بھی violation ہے کہ جب تک Province خود نہ چاہے، Federal Government بھی ادھرنہیں آ سکتی اور Federal Government ادھر چلی گئی ہے

without the request of the Provincial Government as required under Article 147 of the Constitution. Sir, Nawab Bugti's killing is a signal of national crisis and of grave importance.

اکبر بگٹی صاحب کی killing کے بعد

a deep sense of alienation has come amongst the Balochis. They feel that the events have vindicated their sentiments. I am saying it sir, they feel that the killing of Nawab Akbar Bugti has vindicated their sentiments that they are being discriminated since the creation of this country. I think, they are right in thinking so.

جو discrimination اس killing نے prove کر دیا ہے

that they are being discriminated by the non-Baloch powers who were controlling Balochistan today whether anybody likes it or not, I would say that Balochistan is not being controlled by the Balochis, it is being controlled by non-Baloch powers. They are therefore venting their anger.

اب آپ ان کا غصہ دیکھیں۔ وہ غصہ کس کے خلاف آتا ہے؟ پاکستان آرمی کے خلاف آتا ہے۔ ایک چھوٹا سا ٹولہ military establishment کا جو یہ حرکت کر رہا ہے اس سے نقصان کس کو پہنچ رہا ہے؟ Federation کو نقصان پہنچ رہا ہے، بدنام کون ہو رہا ہے؟ پاکستان آرمی بدنام ہو رہی ہے اور کل اگر دشمن نے حملہ کیا تو لوگ پاکستان آرمی کے ساتھ نہیں آئیں گے کیونکہ ان کے خلاف ایک غصہ ہے۔ جناب! مشرقی پاکستان میں کیا ہوا تھا؟ انڈیا کیسے اندر آیا؟ انڈیا اس لیے اندر آ گیا کہ بنگالیوں نے اس کو welcome کر لیا تھا۔ اگر آپ history دیکھیں، اگر آپ مغل

history دیکھیں، آپ اسلامی فتوحات دیکھیں، 80% فتوحات اس وقت ہوئی ہیں جب local population نے اپنے شہر کے دروازے کھول دیے ہیں کیونکہ حکمران اتنے ظالم ہو چکے ہوئے تھے کہ وہ سمجھتے تھے کہ باہر کا invadar ہمارے حکمران سے اچھا ہو گا۔

Mr. Acting Chairman: Naek sahib, I don't want to stop you

لیکن وقت ساتھ نہیں دے رہا۔

Senator Farooq Hamid Naek: O.K. sir.

جناب! اسی anger کے اندر آپ دیکھیں، بی این پی نے کہا کہ we want to quit Senate اسی غصے کے اندر انہوں نے کہا کہ we will quit National Assembly and we will quit Provincial Assembly, which they did. یہ غصے کا ایک اظہار ہے۔ وہ ادھر تک چلا گیا۔ سردار اختر مینگل کی statement آگئی کہ this is a fight between the Baloch and Pakistan Army. اب جناب! دیکھیں، again نقصان کس کا ہو رہا ہے؟ Federation کا ہو رہا ہے اور پاکستان آرمی کا ہو رہا ہے۔

جناب! جب تک یہ present dictatorial regime رہے گی، جب تک ہم اپنی approach کو change نہیں کریں گے، جب تک ہم بلوچ عوام کے ساتھ ہونے والی discrimination کو ختم نہیں کریں گے، اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب! میں ایک message دینا چاہتا ہوں to the Baloch people that in the struggle for political and economic rights, they are not alone. All Pakistanis who believe in democracy and civil rights and respect the down-trodden and brave people are with them. The whole country shows their grief and resentment towards the Government's military operation that lead to the death of Nawab Akbar Bugti and which is ultimately leading towards the disintegration of the Federation but, sir, I pray to God and I request those in power today, let us start the healing

process. The healing process must start and it can only be undertaken after political and judicial aspects are kept into mind.

بے اندازہ suggestions آئی ہیں ہاؤس میں، میں ان سب سے agree کرتا ہوں مگر سب سے بڑی suggestion میں جو دینا چاہتا ہوں کہ جب تک army operation ختم نہیں ہوگا کیونکہ army has lost its credibility. افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ army has lost its credibility which is very bad for this country.

میں ایک اور بات کرتا ہوں کہ لوگوں میں army کے لیے جو محبت تھی، وہ ختم ہوتی چلی جا رہی ہے and this is a very bad sign for the Federation also اور اس لیے اب یہ وقت آگیا ہے کہ

army should go back to barracks. That is the only way the healing process can start that the army should go back to the barracks and civilians be entrusted the healing job, failing thereof, it would be very difficult, sir, to heal the process otherwise the alienation of the Balochis would increase and this country God forbid, God forbid, I hope should not disintegrate. In the end, sir, God help us and God be with us. I salute the brave people of Balochistan. Thank you, sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Prof. Ibrahim sahib.

کچھ اور دوستوں نے بھی بولنے کا اظہار کیا ہے اور list پھر بڑھ گئی ہے۔ ابھی دس منٹ سے زیادہ نہ بولیے گا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین! باتیں کہنے کو بہت ہیں۔ میں آپ کے حکم کی لاج رکھتے ہوئے انشاء اللہ دس منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین! میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عدل و انصاف کے بغیر ملک کا نظام نہیں چلایا جا سکتا اور ملک کے تحفظ و استحکام کے لیے عدل و انصاف لازم ہے۔ عدل و انصاف کے لیے قرآن عظیم الشان کے دو بنیادی اصول ہیں۔ پہلا اصول سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے (عربی) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو (عربی) انصاف پر کھڑے ہو جاؤ، اللہ کے لیے گواہی دو۔ (عربی) یہ انصاف پر کھڑا ہونا اور اللہ کے لیے گواہی دینا تمہارے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں، تمہارے والدین اور تمہارے عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (عربی) یہ آپ، آپ کے والدین، آپ کے رشتے دار، غنی ہوں یا فقیر ہوں، اللہ ان کے حقوق کا زیادہ نگہبان ہے۔ آپ انصاف سے پہلو تہی اپنی خواہشات کی خاطر نہ کریں۔ یہ پہلا اصول انصاف کے لیے ہے کہ انصاف میں اپنے کے ساتھ بھی بے جا رعایت نہیں ہونی چاہیے۔ دوسرا اصول سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو۔ اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور انصاف کے گواہ بن جاؤ۔ کسی دشمن کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے۔

(اس مرحلہ پر اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ انصاف کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو بنیادی اصول مقرر فرمائے ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ اپنے کے ساتھ بھی انصاف کے قائم کرنے میں بے جا رعایت نہیں ہونی چاہیے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف دینے میں بے انصافی نہیں ہونی چاہیے اور اس کے ساتھ ظلم نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ان دو اصولوں کا اگر لحاظ رکھا جاتا تو یہ صورت حال پیش نہ آتی جو اس وقت ہے۔ میں عرض کروں گا کہ گزشتہ سال سوئی گیس field کے اندر ایک خاتون ڈاکٹر کی بے عزتی ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد ایک کیپٹن کا نام لیا جانے لگا کہ وہ اس کا بڑا مجرم ہے، بڑا ملزم ہے۔ جناب چیئرمین! اس وقت اپنے کے ساتھ بے جا رعایت برتی گئی۔ اس کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے پوری حکومتی مشینری حرکت میں آ گئی۔ آج تک شاید کسی بھی اور ملزم کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیا سوائے اس کیپٹن کے اور جس خاتون کی آبرو ریزی ہوئی اس کا ازالہ آج تک حکومت نے اپنا فرض نہیں

سمجھا۔ یہ پہلا بنیادی اصول پامال کیا گیا اور جناب چیئرمین! نواب اکبر خان بگٹی کے قتل میں دوسرا اصول بھی پامال ہوا کہ اس کو دشمن قرار دیا گیا اور پھر جس طریقے سے اس کو قتل کیا گیا اور بعد کے جو واقعات ہیں، واقعات کا ایک سلسلہ ہے کہ دشمن جس کو قرار دیا گیا اس کے ساتھ بھی انصاف نہیں ہوا۔ جس طریقے سے قتل ہوا، کئی روز اس کی لاش نہیں ملی باقی سب چیزیں مل گئیں اور اس کے بعد اس کا جنازہ جیسے پڑھا گیا، اس کو ان کے ورثاء کے حوالے نہیں کیا گیا۔ ایک بہت بڑا تالا ڈال کے تابوت کو مٹی کے حوالے کیا گیا۔ آج تک نہیں معلوم کہ اس تابوت میں نواب صاحب کی لاش موجود تھی بھی یا نہیں تھی۔ یہ بہرحال دوسرا اصول بھی پامال ہوا۔ اس طریقے سے نظام نہیں چلا کرتے۔ اس طریقے سے نظام دھڑام سے نیچے گر جاتے ہیں اور ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے جناب چیئرمین! اس وقت سوال اس بات کا نہیں ہے کہ اکبر خان بگٹی کا ماضی میں کردار کیا رہا؟ یہاں میرے اپوزیشن دوستوں نے نواب اکبر بگٹی کو خراج تحسین پیش کیا جبکہ حکومتی ذرائع ابلاغ نے اس کے کردار کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ میں ان کے کردار کے بارے میں ان کی حمایت اور مخالفت کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا - میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت زیر بحث نواب اکبر خان بگٹی کا کردار نہیں ہے۔ وہ اللہ کے ہاں پہنچ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ انصاف کرے گا۔ اس وقت تو کردار پاکستان کی حکومت کا ہے، جنرل پرویز مشرف کا ہے اور پاکستان کی فوج کا ہے کہ انہوں نے اس سارے واقعے میں کیا کردار ادا کیا اور اس کردار کو زیر بحث بھی لانا چاہیے اور اس پر فیصلہ بھی ہونا چاہیے کہ کس نے کیا جرم کیا ہے؟ اس جرم کی کیا سزا ہونی چاہیے اور ہر مجرم کو اس کے جرم کی سزا ملنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت یہ بات ہم بھی کہتے ہیں جنرل پرویز مشرف بھی کہتا ہے اور پاکستان کے اندر اس بات پر اتفاق ہے کہ بیرون سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں بلکہ اندرون سے خطرات ہیں۔ جناب چیئرمین! اندرونی خطرات کا مقابلہ فوج کا کام نہیں، یہ فوج کے Chief of Army Staff کا کام نہیں۔ یہ سیاست دانوں کا کام ہے، یہ قومی زعماء کا کام ہے۔ اس لیے برسر اقتدار سیاسی جماعت کی قیادت سے میری درخواست ہوگی کہ اگر آپ ملک اور قوم کے مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں بلوچستان کے مسئلے اور پورے ملک کے مسئلے

کو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ فوج کو ایک طرف رکھ دیں۔ Chief of Army Staff کو اپنی حیثیت دلا دیں اور آپ اپنے ہاتھ میں اس مسئلے کو لے لیں۔ Chief of Army Staff اس مسئلے کو پیچیدہ تر بنائے گا۔ وہ ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں ملک کبھی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس کے ہاتھوں ملک ٹوٹ کر رہے گا ۔ اس لیے اس میں سیاسی قیادت اور سیاسی زعماء کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا ۔ چیف آف آرمی سٹاف کا یہاں کوئی کردار نہیں بلکہ ان کا کردار ، منفی بن جاتا ہے ۔

جناب چیئرمین ! میرے دوست نائیک صاحب نے یہ تجویز دی کہ فوج کا اپریشن فوراً بند کردیا جائے۔ میں اس سے مکمل اتفاق کرتا ہوں اور بلوچستان کا آپریشن بھی اور وزیرستان کا اپریشن بھی بند کیا جائے ، فوج بیرکوں میں چلی جائے اور سیاسی قیادت آگے بڑھ کر اس مسئلے کو اپنے ہاتھ میں لے لے ۔

جناب چیئرمین ! اسی کے ساتھ ہی یہ تجویز پہلے بھی پیش ہوئی اسی کی تائید میں عرض کروں گا کہ عدالت عظمیٰ اس وقت ازخود *suo motu* action لے کر تحقیق کرے کہ یہ کارروائی کیسے ہوئی ، درست ہوئی ، غلط ہوئی اور وہ اس پر اپنا فیصلہ دے دے اور اس فیصلے کو نافذ کیا جائے ۔ اس طریقے سے عدل و انصاف قائم کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین ! میں آخری بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت حکومت کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ قندھار کے اندر بھارت کا قونصل خانہ ہے اور وہاں سے نواب صاحب کو بھی پیسے ملتے تھے اور حکومت کے مخالفین کو بھی وہاں سے پیسے ملتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! میں عرض کروں گا کہ ہم چار سال سے چیخ رہے ہیں کہ جلال آباد اور قندھار کے اندر بھارتی قونصل خانے ، پاکستان کے خلاف تخریبی کارروائیوں کے اندر ملوث ہیں ، حکومت پاکستان اس کا نوٹس لے ۔ اس کا نوٹس ابھی تک نہیں لیا گیا ۔ اس وقت اپنے سیاسی مخالف کے کردار کو داغدار کرنے کے لیے وہ اس کا نام لے رہے ہیں لیکن اس کے بعد پھر ان کو ، جنرل پرویز مشرف کو جو کارروائی کرنی چاہیے ، وہ نہیں کر رہا ۔ ہندوستان کے قندھار کے قونصل خانے کو تو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے ۔ کابل جا کر جنرل پرویز مشرف ، کرزئی کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ وزیرستان کے اندر القاعدہ اور طالبان کے خلاف کرزئی کے ساتھ مل کر جنگ

کرے گا۔ اگر افغانستان کی حکومت قندھار کے قونصل خانے کو پاکستان میں تخریبی کارروائی کے لیے استعمال کر رہا ہے تو کیا کابل کے ساتھ ہماری دوستی کی پینگیں آگے بڑھنی چاہییں یا ان کو کنٹرول کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے چاہییں؟

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ہی ساتھ بھارتی قونصل خانے کے خلاف تو بات ہوتی ہے لیکن منموہن سنگھ کے ساتھ ملاقاتیں ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ دوستی کی پینگیں آگے بڑھائی جاتی ہیں۔ اگر فی الواقع بھارت، اس کا قونصل خانہ اور کابل کی حکومت، پاکستان کے خلاف تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہیں تو پھر ان کے ساتھ کوئی دوستی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر دوستی ہو رہی ہے تو دشمن کے ساتھ دوستی کی جا رہی ہے اس کے بھی اندوہناک نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب چیئرمین! اسی کے ساتھ میں اپنی گفتگو ختم کروں گا۔ اپنی تجاویز ایک بار پھر پیش کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ فوج کو بیرکوں کے اندر بھیج دیا جائے۔ بلوچستان اور وزیرستان کے اپریشن کو فوری روک دیا جائے اور پاکستان کی عدالت عظمیٰ اس تمام معاملے کو ازخود اپنے کنٹرول میں لے لے اور اس پر اپنا فیصلہ صادر فرمائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیر داخلہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ایک بجے ضروری appointment ہے۔ British Minister آئے ہوئے ہیں کہ میں اپنا تھوڑا point of view دے کر پھر اجازت لوں گا۔ وزیر پارلیمانی امور اور نصیر مینگل صاحب بھی ادھر ہیں تو پھر وہ بلوچستان بحث کے دوران بیٹھے رہیں گے----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: رحمت کاکڑ صاحب! repeat ہو رہی ہیں۔ آپ بھی اور میں بھی سمجھ رہا ہوں repeat ہو رہی ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر آپ کہیں۔ میں بھی بلوچستانی ہوں میں بھی بہت سی چیزیں سمجھتا ہوں آپ بھی سمجھتے ہیں repeat ہو رہی ہیں چیزیں ------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ دو منٹ بول لیں۔ چلیں بول لیں۔

تقریر کرنے کے بعد پھر بیٹھیں اور دوسروں کو بھی سنیں۔

سینیٹر گلشن سعید، نہیں جناب! میں نے تقریر نہیں کرنی ابھی وقت ہے نہیں کیونکہ wind up کے بعد تو تقریریں نہیں ہوتیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سارے لوگوں نے یہاں بلوچستان کی بات کی اور آج تک میں پنجاب کی ہوکر بلوچستان کے جتنے بھی فیتائل آج تک سینیٹ میں آئے۔ ہم نے ہمیشہ ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور ہمیشہ یہ کہا کہ وہاں کے علاقوں اور لوگوں کی حالت بدلی جائے جو کہ خاص طور پر اس دور میں لوگوں کو زیادہ یاد آئی ہیں۔ یہ بات سوچنے والی ہے کہ ۵۹ سال سے پاکستان بنا ہوا ہے۔ آج تک وہاں سردار بھی ہیں، وہاں پر پارلیمنٹ بھی ہے، وہاں پر لوگ وزیر بھی بنتے ہیں مگر کسی نے بلوچستان کو بدلنے کی کوشش نہیں کی۔ اس دور میں جیسے ہی سینیٹ بنا، میں نے دیکھا کہ دو تین لوگ ہر وقت وہاں کی غربت کا، وہاں کے برے حالات کا رونا روتے تھے تو ہم ان کا ساتھ ہمیشہ دیتے تھے مگر بات یہ ہے کہ اس وقت بات ہو رہی ہے جناب بگٹی کے حوالے سے جو کہ میرے خیال میں وہاں کے لیڈر نہیں تھے سردار تھے as a human being ان کے مرنے کا مجھے بھی افسوس ہے۔ ہمیں افسوس کرنا چاہیے۔ وہ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ تھے مگر جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا تھا کہ اپنے ملک کو خود ہی توڑنا، وہ غلط تھا۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ کہاں سے اسلحہ ان کے پاس آتا تھا۔ انڈیا اور باہر والے ملک ان کی مدد کرتے تھے اور بڑے بڑے راکٹ لانچر دیتے تھے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کو daily اربوں روپے کا نقصان ہوتا تھا۔ تمام بلوچستان کی بجلی کے کھمبے توڑ دیے جاتے تھے۔ لائنیں اڑا دی جاتی تھیں۔ سوئی گیس پائپ لائن اکثر اڑا دی جاتی تھی daily کوئی نہ کوئی دو تین ایسی کارروائیاں ہوتی تھیں۔ جناب والا! جس کو کہ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ محب الوطن ہیں۔ اس وقت Opposition نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ ان کی لاش پہ سیاست کر رہے ہیں۔ یہ سب سے غلط بات ہے۔ آج تک میں نے کسی کے منہ سے جناب یہاں آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں پچھلے ساڑے تین سال کا، اکبر بگٹی کا آپ کو کہیں ذکر مل جائے کہ اکبر بگٹی وہاں کے لیڈر تھے۔

یہ ان سے سارے لوگ بڑی محبت کرتے ہیں۔ساری جماعتیں ایک جلسہ کرکے موقع پا کر اس پر یہ کر رہی ہیں کہ جی ان کو مارا گیا' ان کو مارا گیا ہے daily کتنے لوگ ڈیرہ بگٹی سے کس قدر پاکستانی فوج کو نقصان پہنچاتے تھے۔ پاکستان کی گیس installations کو کتنا نقصان تھا۔ اربوں میں یہ حساب جاتا ہے۔ اس بات کا کوئی خیال نہیں کرتا مجھے تو افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ یہاں کوئی سندھی بن جاتا ہے' کوئی بلوچی بن جاتا ہے ابھی کسی نے کہا کہ بلوچستان کے لوگوں کو چھوٹی چھوٹی آپ نوکریاں دیتے ہیں۔ ارے بھائی ابھی بلوچستان کے ہمارے Prime Minister اڑھائی سال رہ کر گئے ہیں۔ بلوچستان کے آپ بیٹھے ہیں chairman بن کے۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ ماشاالله اتنی اتنی لمبی داڑھیاں' مجھ سے بہت نیک تو میرا خیال یہ پرہیز گار ہیں ۔ کبھی سچ بھی بولنا چاہیے۔ کہاں بلوچستان کو avoid کیا گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین ، میڈیم آپ مجھے address کریں۔

سینیٹر گلشن سعید ۔ جناب والا! میں آپ کو address کر رہی ہوں کہ جب کمیٹی بنی تھی بلوچستان کی تو سارے ممبرز گواہ ہیں' اس میں Opposition کے بھی تھے' گورنمنٹ benches کے بھی تھے اس وقت کون اٹھ اٹھ کے جاتا تھا۔ کمیٹی کی شرائط کون نہیں مانتا تھا۔ سیاسی حل جب شروع ہوا تھا تو سیاسی حل کیوں نہیں کیا گیا۔ آج وہ وفات پا گئے ہیں تو اس بات کو issue بنا کر ان کو موقع مل گیا ہے۔ ملک سے باہر انہوں نے اکٹھے ہو کر نیا بلوچستان بنانے کی بات سوچی ہے۔ اور فوج کو برا کہہ رہے ہیں۔ فوج کا کام ہے سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ یہ پاکستان پنجاب نے' سندھ نے اور بلوچستان نے اور سب نے لاکھوں لوگوں کی جانوں کی قربانی دے کر حاصل کیا ہے۔ ان کو محب الوطنی کے ٹیکے لگوانے چاہییں۔ میں جناب نصیر صاحب کو کہوں گی کہ کہیں سے ٹیکے ملتے ہیں تو منگوائیں ' ان کو لگوائیں۔ یہ اپنی سیاست کو' اس رنگ میں نہ رنگیں۔ خدا کے لیے' میں خدا کے لیے کہتی ہوں یہ ایک دن روئیں گے بیٹھ کے۔ ملک جیسی چیز ان کو کبھی نہیں مل سکتی جو قائداعظم ہمیں دے کر گئے ۔ ایک چھوٹی سی بات کو issue بنا کر یہ گورنمنٹ کو جتنا برا مرضی کہیں مگر بلوچستان ہماری جان ہے ۔ Federation

کی نشانی ہے۔ یہ سینیٹ، چار صوبوں میں محبت ہونی چاہیے۔ جو یہاں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے گا میرے خیال میں سب سے بڑا وہ غدار ہوگا۔ یہ ایک دوسرے کو جو آج مل کے بیٹھے ہیں security risk قرار دیا کرتے تھے جناب والا۔ بےنظیر کہتی تھی نواز شریف security risk ہیں، نواز شریف کہتا تھا اس نے لسٹ دی ہے سکھوں کی انڈیا کو، یہ security risk ہے۔ یہ تو ملک توڑنا چاہتی ہے۔ آج یہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ ہم security risk ہیں، ہم بلوچستان کو الگ کرنا چاہتے ہیں۔ کیسے، کس طرح! ہم تو بلوچستان کے ساتھ اب بھی مذاکرات کرتے ہیں۔ اگر یہ پاکستانی ہیں محب الوطن ہیں تو ان کو مدد کرنی چاہیے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

وڑائچ صاحب please

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب! personal explanation.

جناب قائم مقام چیئرمین، میرے خیال میں وہ وڑائچ صاحب cover کر جائیں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب! یہاں پر صورت یہ ہے کہ سب سے بڑی داڑھی میری ہے اور وہاں پر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ محترمہ گلشن سعید صاحبہ کی خواہشات---------

جناب قائم مقام چیئرمین، ہم باریش لوگوں کی عزت کرتے ہیں، میرے صوبے میں بھی بہت زیادہ باریش لوگ ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ان کی خواہشات کو اپنی زبان پر لا کر---

جناب قائم مقام چیئرمین، وڑائچ صاحب کو floor دے دیا ہے، یہ ریش کی جنگ نہیں ہے۔ آئیں، بسم اللہ، وڑائچ صاحب! please کیونکہ وہ time ---

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج کئی روز سے پاکستان کے ایک انتہائی اہم اور sensitive issue بلوچستان پر بحث جاری ہے، دونوں اطراف سے بہت سی تقاریر ہو چکی ہیں۔ اس طرف سے بڑی جذباتی تقاریر ہوئیں جو ان کا حق تھا۔

میں آج کچھ حقائق سامنے لانا چاہتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں کہوں گا کہ جس سے کسی کی دل آزاری ہو لیکن حقائق کچھ تلخ ہوا کرتے ہیں۔ اس لیے میں اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں سے کہوں گا کہ وہ تحمل سے میری بات سنیں ۔ Media سے خاص طور پر میں درخواست کروں گا کہ خدا کے لیے آپ آج اس sensitive issue پر، ان کی طرف سے کی گئی باتیں اور ہماری طرف سے بتائے ہوئے حقائق سامنے رکھ کر، ان پر کالم لکھیں، اس پر اداریے لکھیں۔ اس پر دیانتداری سے یہ بتائیں کہ اس میں سچ کیا ہے، کیا اس طرف سے جو کچھ کہا گیا، وہ سچ تھا یا جو کچھ ہم بتائیں گے کہ کیا وہ حقائق تھے یا وہ جھوٹ تھا۔ میں ممنون ہوں گا کہ وہ اس پر کھل کر لکھیں کیونکہ یہ ایک چھوٹا سا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! حکومت، بلوچستان کے عوام، بلوچستان کے سرداروں اور بلوچستان کی روایات کا بھی اتنا احترام کرتی ہے اور یقین کیجیے گا کہ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ بلوچستان سمیت پاکستان کے کسی ایک شہری کی انگلی کو کوئی خراش بھی نہ آئے۔ جناب چیئرمین! بدقسمتی سے بلوچستان کی law and order situation زندگی میں کبھی بھی ideal نہیں رہی لیکن کبھی کبھار یہ سنگین سے سنگین تر ہوتی گئی۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے جناب رضا ربانی صاحب کو یہ کہوں گا کہ شاید اسی قسم کے ابتر حالات میں ذوالفقار علی بھٹو جیسے انتہائی جمہوری ذہن رکھنے والے آدمی کو نہ صرف بلوچستان پر بمباری کرنی پڑی بلکہ وہاں کی اسمبلی بھی توڑنی پڑی۔ اس حکومت نے تو بلوچستان پر بمباری کی ہے اور نہ ہی بلوچستان کی اسمبلی کو توڑا ہے۔

جناب چیئرمین! وہاں حالات یہ تھے کہ ایک عرصے سے sabotage activities تو ہو رہی تھیں، لوگ border سے نکلتے تھے، civilians کو ہلاک کر کے چلے جاتے تھے۔ ہم اگر ترقیاتی کام شروع کرتے تھے تو Engineers اغوا کر لیے جاتے تھے اور جناب چیئرمین! سب لوگ جانتے ہیں، خواہ ان کا تعلق صحافت سے ہو، خواہ ان کا تعلق Opposition سے ہو کہ ایک نہیں ان گنت حملے sui gas plant پر، sui gas کی pipeline پر، transmission line پر، WAPDA کے towers پر، ہسپتالوں پر، airport پر، میں کتنے واقعات گنوں کہ قومی تنصیبات پر حملے کرنا روزانہ کا معمول بن چکا تھا۔ نہ صرف یہ کہ قومی تنصیبات پر حملے ہوتے تھے بلکہ وہاں

کے ان گنت civilians شہید ہو گئے اور پھر جناب چیئرمین! ایک وقت ایسا آ گیا کہ ferrari camps کھول دیے گئے، ہر ferrari camp میں آٹھ سے لے کر دس آدمی militant مسلح آدمی بٹھانے گئے، جنہیں آٹھ سے دس ہزار تک تنخواہ ملتی تھی۔ جناب چیئرمین! آپ ہی فیصلہ کیجیے، میرے یہ دوست ہی بتائیں کہ آخر وہ پیسہ کہاں سے آتا تھا، وہ اسلحہ کہاں سے آتا تھا، ان ferrari camps کا مقصد کیا تھا۔ میں انتہائی احترام کے ساتھ نواب اکبر خان بگٹی کے متعلق کہوں گا کہ ان کے ذاتی torture cells پہلے سے ہی موجود تھے، ان کی ذاتی جیلیں، ان کی ذاتی عدالتیں پہلے سے موجود تھیں جن سے تنگ آکر پندرہ ہزار بگٹی خاندان کے لوگ صوبہ بدری پر مجبور ہو گئے تھے۔ جن میں کلپر بگٹی، میسوری، راہیجہ سب شامل تھے۔ میرے اپنے شہر رحیم یار خان میں، میں جانتا ہوں کہ کتنے ہی کلپر لوگ، کتنے سالوں سے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ جب فراری کیمپ کھل گئے، قومی تنصیبات پر کھلم کھلا حملے ہونے شروع ہو گئے، بیگناہ لوگوں کی جانیں جانی شروع ہوئیں اور جناب والا! State within State بن گئی۔ پوری قوم اور میں نے خود GEO TV کا وہ پروگرام جیو کے ساتھ ایک دن دیکھا۔ جناب والا! میں اس دن ڈر گیا جب جناب اکبر بگٹی کو دکھایا گیا تو میں اس دن سخت پریشان ہوا کہ بگٹی صاحب جدھر جاتے، ان کے ساتھ تین، چار سو آدمی راکٹ لانچر کندھوں پر رکھ کر چلتے تھے۔ یہ سب کچھ پاکستانیوں نے ہی نہیں، ساری دنیا نے TV پر دیکھا۔

جناب چیئرمین! آج میں Interior Minister ہوں، اگر میں اپنے ساتھ ایک راکٹ لانچر والا آدمی لے کر Super Market تک چلا جاؤں تو مجھے یقین ہے کہ واپس گھر آنے سے پہلے ہی صدر صاحب کا یہ حکم آنے گا کہ اس وزیر کو پکڑ کر تھانے میں الٹا لٹکا دو لیکن جناب! ہم نے وہاں یہ سب کچھ بہتری، مصلحت کے لیے برداشت کیا لیکن کب تک؟ جب قومی تنصیبات شدید خطرات میں آ گئیں اور انہیں بار بار نقصان پہنچایا گیا۔ سوئی گیس کے پلانٹ اور تنصیبات پر بار بار حملے ہوئے تو ہم نے پھر بھی ضد نہیں کی بلکہ میرے ایک دوست نے قومی اسمبلی میں کہا کہ حکومت ضد چھوڑ دے تو میں نے کہا تھا کہ آپ ضد کی بات کرتے ہیں، حکومت بلوچستان کے عوام کے قدموں پر سو بار ضد قربان کرنے کے لیے تیار ہے لیکن اگر کوئی یہ چاہے کہ gun point پر حکومت کو ہر کام کرنے پر مجبور کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت اس

طرف سے بھی ہوتی تو وہ لوگ کیا کرتے؟

جناب چیئرمین! حالات خراب سے خراب تر ہوتے رہے لیکن ہم نے غصے یا ضد میں آ کر کوئی حملہ نہیں کیا بلکہ کوشش کی کہ ہم اس مسئلے کو amicably مذاکرات کے ذریعے حل کریں اور August, 2004 میں National Security Council کے General Secretary, Tariq Aziz اور بلوچستان کے گورنر ڈیرہ بگٹی گئے، بگٹی صاحب سے ملاقات کی اور اس کے بعد بگٹی صاحب کا یہ بیان بھی آیا تھا کہ حکومت کی طرف سے dead lock ٹوٹا ہے' یہ ایک اچھی بات ہے لیکن جناب والا! اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس کے بعد کیا ہوا کہ پارلیمان کی کمیٹیاں بنائی گئیں، شجاعت، مشاہد کمیٹی جس کو پھر بعد میں دو کمیٹیوں میں تقسیم کیا گیا' ایک وسیم سجاد کمیٹی دوسری شجاعت اور مشاہد صاحب کی کمیٹی۔ شجاعت' مشاہد کمیٹی میں یہ تھا کہ وہ فوری طور پر جو current situation ہے' وہ problems حل کرنے کی کوشش کرے اور وسیم سجاد صاحب کی کمیٹی کا یہ کام تھا کہ وہ constitutional problems پر بات کرے۔

جناب چیئرمین! ہم نے پوری اپوزیشن کو دعوت دی' پاکستان کی پوری پارلیمانی پارٹیوں کو ہم اپنے ساتھ لے کر ڈیرہ بگٹی گئے اور کس طرح گئے؛ پاکستان کی فورس کی حفاظت میں نہیں' بلکہ جب بگٹی کے علاقے میں داخل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ہماری اپنی فوج' ہمارے اپنے آدمی انہیں لے کر جائیں گے' ہم نے یہ سب کچھ گوارا کیا۔ پارلیمانی کمیٹی نے ان سے ڈیرہ بگٹی میں ملاقات بھی کی اور گوادر کا دورہ بھی کیا۔ اس کے بعد حالات وہی رہے' فراری کیمپ اسی طرح چلتے رہے اور پھر چوہدری شجاعت اور مشاہد حسین نے کراچی جا کر عطا اللہ مینگل صاحب اور شیر باز مزاری صاحب سے ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ خدا کے لیے amicably اس کا کوئی راستہ تلاش کیا جائے۔ جناب چیئرمین! یقین کیجیے کہ ہم وہاں دست بستہ جاتے رہے' ہم وہاں سر کے بل جاتے رہے لیکن نہ تو فراری کیمپ ختم کیے گئے اور نہ ہی وہاں کی sabotage activities ختم ہوئیں۔

جناب والا! میں وہاں کے ان گنت واقعات بتا سکتا ہوں لیکن سارا دن گزر جائے گا۔ میں ایسے دو واقعات بتاتا ہوں کہ بلوچستان میں ڈیرہ بگٹی میں ہی ایک شادی کے موقع پر ایک بم پھینکا گیا جس میں جناب والا! تیس خواتین اور بچے ہلاک ہوئے اور اس کے چند روز بعد ایک

نائب تحصیلدار کا سر کاٹ کر اس کی لاش سڑک پر پھینک دی گئی اور اس پر ایک note paste کیا گیا، میں جناب چیئرمین! ایک ایک بات on oath کہہ رہا ہوں، وہ نوٹ کیا تھا؟ کہ اس علاقے میں جو بھی سرکاری اہلکار اپنی ڈیوٹی انجام دے گا اس کا یہی حشر ہو گا۔ جناب چیئرمین بتائیے ؛ جب کسی سٹیٹ میں یہ حالت ہو۔ حکومت پیپلز پارٹی کی ہو، حکومت مسلم لیگ نواز کی ہو ، حکومت کسی بھی پارٹی کی ہو، جناب والا سٹیٹ کے پاس، حکومت کے پاس کون سا راستہ بچ جاتا ہے ؛ جیسے میں نے کہا کہ ہم نے دست بستہ یہ کوشش کی کہ وہ مذاکرات کی طرف آئیں۔ لیکن تشدد کا یہ راستہ، violence اور militancy کا یہ راستہ ادھر سے اپنایا گیا اور پھر جناب والا جب صدر پاکستان اربوں روپے کے ایک میگا پراجیکٹ کا اعلان کرنے کے لیے کوہلو گئے تو ان پر راکٹ برسائے گئے ۔ ہم نے بگٹی صاحب کو یہ اطلاع دی، جوکہ ریکارڈ پر ہے کہ بگٹی صاحب یہ ایک بہت بڑا حملہ صدر پاکستان پر تھا تو ہم صرف کوہلو کے علاقے میں چاہتے ہیں کہ جو لوگ قصور وار ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے ، اس لیے آپ محتاط رہیں ، آپ کے خلاف یہ کارروائی نہیں ہو گی ۔ لیکن بگٹی صاحب نے اس کارروائی کے خلاف اپنے لوگوں کو اور زیادہ سرگرم کر دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ دسمبر کو صدر پر یہ حملہ تھا، پندرہ دسمبر کو جناب چیئرمین ہماری گزارش کے باوجود آئی جی ایف سی اور ڈی آئی جی ایف سی کے ہیلی کاپٹر پر گولیاں چلائی گئیں ، جس سے وہ دونوں شدید زخمی ہو گئے اور پھر مجبور ہو کر ، جناب والا جو میں نے حالات بتائے ہیں ، دنیا کی کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو، اس ملک کے کسی بھی شخص کی حکمرانی ہو، مجھے یہ بتایا جائے کہ ان کے پاس کیا راستہ ہے؟

پھر سترہ دسمبر کو فراری کیمپ ختم کرنے کی کارروائی کے لیے وہاں کی law enforcing agencies کو سرگرم کیا گیا ۔ پھر وہاں روزانہ اس قسم کے encounter واقعات ہونے لگے کہ پہاڑوں سے نکل کر کچھ لوگ ایجنسیوں پر حملہ کرتے تھے اور ایجنسیز جو کہ قومی تنصیبات کی حفاظت کے لیے وہاں تھیں، وہ اپنے دفاع کے لیے ، قومی تنصیبات کے دفاع کے لیےجواب دیتی تھیں ۔ اسی قسم کے ایک encounter میں اکبر بگٹی صاحب کی جان گئی، جس کا ہمیں افسوس ہے ۔ لیکن آج جناب چیئرمین میں ایک دفعہ پھر پاکستان کی خاطر ہاتھ باندھ کر درخواست کرتا ہوں اس طرف بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہ یہ ملک صرف میرا ملک نہیں

ہے، پاکستان صرف پرویز مشرف کا پاکستان نہیں ہے، یہ آپ سب لوگوں کا ملک ہے۔ اس میں میری اور آپ کی آئندہ آنے والی نسلوں کو بسنا ہے۔ خدا کے لیے لاش پر سیاست نہیں ہونی چاہیے۔ اگر وہ لوگ ان کے ہمدرد تھے، اگر مری صاحبان، میں عزت سے کہتا ہوں، اس وقت اکبر بگٹی صاحب ان کے مہمان تھے، مری صاحبان دوست بنے ہوئے تھے، بلوچستان کی یہ روایت ہے کہ میزبان اپنے مہمان کو protect بھی کرتا ہے، اس کے ساتھ بھی رہتا ہے، لیکن جب اکبر بگٹی صاحب کی جان گئی تو بلوچستان لبریشن آرمی کے سالار اس وقت کدھر تھے۔ جناب چیئرمین! وہ لوگ اس وقت ان سے کیا مذاکرات کر رہے تھے، کون سے message بھیج رہے تھے؟ میں کیا کیا آپ کو بتاؤں۔ لیکن اگر ایک حادثہ اس طرح کا ہو ہی گیا ہے، جس کا ہم نے افسوس کیا ہے تو میں اپنے اس طرف بیٹھے دوستوں سے کہوں گا کہ بڑے معاملات ہیں سیاست کرنے کے لیے، اور بڑے ایشوز ہیں سیاست کرنے کے، لیکن اس sensitive قومی ایشو پرسیاست کرنا، میں دست بستہ پھر عرض کروں گا کہ وہ ہماری مدد کریں، انہوں نے تجاویز دی ہیں کہ لاش کا ڈی این اے ٹیسٹ ہونا چاہیے۔ ہمیں منظور ہے، یہ ڈی این اے ٹیسٹ ہونا چاہیے۔ انہوں نے تجویز دی ہے کہ مذاکرات ہونے چاہییں۔ صدق دل سے قبول ہے کہ مذاکرات ہونے چاہییں۔ صوبائی خودمختاری کی بات کی گئی ہے۔ صوبائی خودمختاری کا بل نیشنل اسمبلی میں آچکا ہے۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر مشاورت کے ساتھ ان مسائل کو حل کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔

جناب والا! یہ جہاں بھی چاہیں گے ہم ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہیں، لیکن مذاکرات دنیا کے کسی بھی ملک میں gun point یا پہاڑوں پر چڑھ کر نہیں ہوتے جناب چیئرمین! ۔ میری بھی ایک تجویز ہے۔ میں جناب رضا ربانی صاحب سے، پروفیسر خورشید صاحب سے، فضل الرحمٰن صاحب سے، قاضی حسین احمد، جناب مخدوم امین فہیم صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ تشریف لے جائیں، ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر یہ کہیں کہ وہ راکٹ لانچر، گرنیڈ surrender کر دیں۔ فراری کیمپ ختم کر دیں۔ وہاں کی law and order situation درست کرلیں۔ یہ آ کر قوم کو ٹی وی پر حلف دے دیں۔ خدا کی قسم، حکومت ہر چینل پر کھڑے ہوکر حلف دے گی کہ وہاں بلوچستان میں ایک گولی بھی نہیں چلے گی۔ ہم دست بستہ

یہاں سے جاکر ڈیرہ بگٹی کی چٹائیوں پر بیٹھ کر مذاکرات کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن جناب چیئرمین! اگر کوئی یہ کہے کہ پہاڑوں پر بیٹھ کر ہمارے ہاتھوں میں راکٹ لانچرز، گرنیڈ اور گن ہوں اور آکر ہمارے ساتھ مذاکرات کرو، یہ دنیا کے کسی ملک میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میری اس معاملے کو، اس ساری بحث کو ختم کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر یہ درخواست ہے کہ ہم مذاکرات سے نہیں بھاگے، ہم DNA ٹیسٹ کرانے سے انکاری نہیں ہیں، ہم صوبائی خودمختاری کے مسئلے پر بات کرنے سے انکاری نہیں ہیں لیکن اس میں ہمیں اس طرف کے لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہماری مدد کریں، سیاست کے لیے اور بڑے میدان ہیں، بہت سارے issues مل جائیں گے، ان پر سیاست کی جا سکتی ہے لیکن انہیں پہلے یہ کہا جائے کہ وہ خدا کے لیے سرنڈر کر دیں، اس ملک کے لیے، آئندہ آنے والی ہماری نسلوں کے لئے۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب بڑی جذباتی تقریر کر رہے تھے، ان کا حق تھا۔ یقین کیجیے اگر قواعد و ضوابط مانع نہ ہوتے تو میری یہ خواہش تھی کہ میں یہاں سے اٹھ کر انہیں گلے لگا کر یہ کہتا کہ ڈاکٹر صاحب خدا کی قسم ہم اور آپ سب بھائی ہیں۔ بلوچستان، پنجاب، سندھ اور سرحد، ہم سب ایک ہیں۔ ہم سب بھائی ہیں لیکن اس معاملے کو اس طرح نہ اچھالیے کہ آگ بجھنے کی بجائے اور زیادہ بھڑکے۔ میری آج بھی یہی درخواست ہے بحث کو ختم کرنے سے پہلے کہ جو کچھ ہوا، جن حالات میں ہوا وہ میں نے بڑی تفصیل عرض کر دی لیکن آئندہ اس ملک کی بہتری کے لئے، پاکستان کی بہتری کے لیے، میرے اور آپ کے اپنے ملک کی بہتری کے لیے، آپ ہماری اس طرح مدد کریں کہ ہم سب بیٹھ کر اس مسئلے کو افہام وتفہیم سے حل کر سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ رضا ربانی صاحب! دونوں اطراف سے کچھ speakers رہ گئے ہیں۔ کامل آغا صاحب اور نصیر مینگل صاحب بیٹھے ہیں debate میں حصہ لینے کے لیے۔ Minister sahib کی commitment تھی، foreign visitors آئے ہیں ان کے ساتھ ملاقات تھی، اس لیے ان کو پہلے موقع دیا گیا۔ سینیٹر سینیٹر رؤف صاحبہ۔

سینیٹر سینیٹر رؤف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ، کہ آپ نے مجھے انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ یوں تو پورا پاکستان میرا

وطن ہے، اس کا چپہ چپہ ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ پاکستان بھر میں کہیں بھی کوئی ناخوش گوار واقعہ رونما ہو تو دوسرے محب وطن پاکستانیوں کی طرح ہم بلوچستان کے باسیوں کے دل بھی بے چین ہو جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اسی بلوچستان کی بات کر رہی ہوں جس کا رقبہ اس ملک کے کل رقبے کا ۴۵ فیصد ہے۔ جس میں قدرت نے ذخائر کے نہ ختم ہونے والے انبار لگا رکھے ہیں لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے میرا خطہ بلوچستان ایک ان دیکھی آگ کی جانب بڑھ رہا ہے اور بالخصوص اس آگ کی تپش اس وقت شدت سے محسوس ہوئی ہے جب ۲۶ اگست کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ بلوچستان کے بزرگ سیاستدان نواب اکبر بگٹی ایک اپریشن کے دوران چل بسے ہیں۔ جناب چیئرمین! نواب اکبر بگٹی مرحوم کی اس طرح موت اور پھر اس کی تدفین ہر پاکستانی کی حواس پر نقش ہو گئی۔ نواب اکبر بگٹی کے حکومت کے ساتھ ہزار اختلافات سہی لیکن یہ دنیا کے کسی بھی قانون میں نہیں ہے کہ ایک شخص کو صفائی کا موقع دیے بغیر ماورائے عدالت اسے قتل کر دیا اور پھر اس کی میت بھی اس کی ورثاء کے حوالے نہ کی جائے۔ اکابرین حکومت کے اس اقدام کو کیا نام دیا جائے؟ جو سراسر غیر اخلاقی، غیرشرعی اور غیر اسلامی ہی نہیں بلکہ غیر آئینی بھی ہے۔ قتل کے مجرم کو بھی پھانسی کے بعد اس کی لاش ورثاء کے حوالے کر دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! نواب اکبر بگٹی مرحوم کی اس طرح موت پاکستانیوں کے لیے بالعموم اور بلوچستان کے رہنے والوں کے لیے بالخصوص کوئی اچھا پیغام نہیں ہے۔ نواب اکبر بگٹی مرحوم نے ہمیشہ مذاکرات کی بات کی تھی۔ طاقت اور گولی سے دنیا میں کہیں بھی مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ جناب چیئرمین! دنیا میں ہر جگہ بھی مسائل کا حل مذاکرات کے ذریعے نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں پر بھی حکومت کو حقیقی مسائل کا جائزہ لینے کے لیے table ہی کو چننا ہوگا ورنہ اگر طاقت کو مسائل کا حل سمجھ لیا گیا تو یہ ہماری بہت بڑی بھول ہوگی۔ جس کے لیے ہماری آنے والی نسلیں ہمیں ہرگز معاف نہیں کریں گی۔ جناب چیئرمین! وزیرستان میں حکومت نے اپنی طاقت کو استعمال کرکے دیکھ لیا کہ وہاں امن قائم نہیں ہو سکا جس کے لیے بالآخر جرگے کا سہارا لیا گیا اور پھر امن معاہدے سے وہاں پر امن قائم ہوگیا۔ اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے حکومت کو فوری طور پر، مشروط طور پر، جرگے اور مذاکرات کے ذریعے بلوچستان

کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش ہوگی۔ جناب چیئرمین! اس ہاؤس کی وساطت سے میرا حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ حکومت اور نواب اکبر بگٹی مرحوم کے درمیان ہونے والے معاہدے کو پارلیمنٹ میں پیش کرے تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ معاہدے کی خلاف ورزی کس فریق نے کی ہے۔ جناب چیئرمین! آج ہی ہاؤس کو اس بات کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے ملک کا مستقبل کس طرح سنوارنا ہے۔ اس ہاؤس کو آج ہی یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ڈیرہ بگٹی جیسا سانحہ مستقبل میں نہ دہرایا جائے۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت مہربانی شکریہ، سردار جمال خان لغاری صاحب،

please take the floor

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Minister for Parliamentary Affairs was committed and Mr. Naseer Mengal is sitting here for this purpose..

نصیر مینگل کا بلوچستان سے ہونا اپنی جگہ پر ہے۔ کامل آغا صاحب بھی بلوچستان کے بارے میں summerised ہیں پچھلے چار سال سے انہوں نے اتنی بلوچستان پر debate سنی ہے کہ

he is also very well versed.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل اور اثر ہو جاتا ہے۔ چار سال سے آپ بلوچستان کے بارے میں سن رہے ہیں

there is one House where we are equal in number

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: آنریبل چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے آج مجھے موقع دیا۔ میں خود بلوچ ہوں اور ایک بلوچ قوم کے سردار کا بڑا بیٹا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ Treasury Benches ممبرز میں سے ابھی تک کسی بلوچ ممبر نے اس واقعے کے اوپر اپنا تبصرہ نہیں کیا۔ جو کچھ میری معلومات ہیں اپنی بساط کے مطابق، میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ نواب صاحب کی جو death اس واقعے سے رونما ہوئی وہ بگٹی قوم کی خاطر

ضرور ایک المیہ ہے لیکن بگٹی قوم کے اندر تین بڑی sub پھلیاں ہیں آپ پھلی کے concept --

جناب قائم مقام چیئرمین: Tribal

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری ، سب sub tribes ہیں ان sub tribes میں بگٹی صاحب نے کچھ نا انصافیاں کی تھیں جس کی پاداش میں اپنی ہی قوم میں ان کی دشمنیاں کافی ہو چکی تھیں - میں بھی بلوچ سردار کا بیٹا ہوں' اپنے ساتھ میرا ایک بھی باڈی گارڈ موجود نہیں ہے - جب آپ اپنی قوم کے اندر عدل و انصاف نہیں کریں گے تو لامحالہ قوم کے اندر تلخیاں پیدا ہوں گی' محرومیاں پیدا ہوں گی اور ان محرومیوں کی پاداش میں زیادتیاں جب اس قوم پر بار بار ہوتی ہیں تو پھر اس میں سے کوئی انمول پڑھا لکھا ہیرا یہ بات بھی کہہ سکتا ہے کہ جناب ! میں الیکشن میں آپ کے مقابلے میں کھڑا ہوں اور اس چیز کو اتنا ناگوار سمجھ کے اس قوم کے چیف معززین کو اپنے علاقے میں ظلم کرکے اگر در بدر کردیں' کوئی ملتان چلے جائیں ، کوئی سندھ چلے جائیں ، کوئی کسی اور خطے کی طرف رجوع کریں- جناب! میں بات کر رہا ہوں مہربانی کرکے تھوڑی توجہ دیں I will be grateful جب اس طرح کے مظالم ہوتے ہیں تو لامحالہ اس کا ایک reaction ہوتا ہے اور جب reaction ہوتا ہے تو پھر ذاتی فوج قائم کرنی پڑتی ہے اور جب ذاتی فوج قائم کرنی پڑتی ہے تو رائلٹی کے بہانے اس فوج کی امداد کی جاتی ہے ' اس کی سرپرستی کی جاتی ہے- پاکستان کے کسی خطے میں کوئی بھی ذخیرہ اگر دریافت ہوتو حکومت کا وہ ایک treasure سمجھا جاتا ہے- حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس treasure کی کس طرح equitat distribution کرے across the country ہاں اس خطے ' اس علاقے کو پہلا بنیادی حق ضرور ملنا چاہیے اگر کسی علاقے سے گیس نکل رہی ہے تو اس علاقے کی اس بستی یا اس گاؤں کو سب سے پہلے گیس فراہم کی جانی understood ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سابقہ ادوار سے جو ایک غلط سلسلہ چلا آ رہا تھا کہ وہ رائلٹی ایک فرد واحد کو' اس قوم کے سردار کو دی جا رہی تھی اور اگر دی جا رہی تھی تو اس مقصد کے لیے دی جارہی تھی کہ اس قوم کی محرومیوں کا ازالہ کرے- اس قوم کی محرومی کے ازالے کے بدلے میں جب کسی فرد واحد نے اس کو اپنی ذاتی جاگیر اور اپنی ذاتی فوج کی progress کی خاطر استعمال کرنا شروع کیا -پاکستان

کی فوج ضامن ہے، وارث ہے اور محافظ ہے آپ کی اندرون اور بیرون سرحدوں کی حفاظت کی، اس کی خاطر وہ اگر سمجھتی ہے کہ انارکلی میں چھاؤنی بنے وہ سمجھتی ہے کہ اگر مکران میں بنے، وہ سمجھتی ہے

because they are responsible for our interior and our outer defence; if they feel appropriate that the Cantonment should be made wherever they feel like it. Yes, they can make it. Who are we to challenge ? As a Baloch, I am responsible for my Leghari tribe and my own Dera Ghazi Khan District but as a Baloch brother

میں اپنے بلوچ بھائیوں کے ساتھ ضرور ہوں، ان کے حقوق ان کو ملنے چاہییں، ان کی محرومیوں کا ازالہ ہونا چاہیے لیکن نواب صاحب کی death کو جس طرح غلط طریقے سے exploit کیا جا رہا ہے، میں اس کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے وفاق کے اوپر اور وفاق کے خلاف ایک تعصب جو بلوچستان کے اندر پھیلایا جا رہا ہے اور بلوچستان میں جہاں بہت زیادہ ناخواندگی ہے اس قسم کے تعصب کو ضرور غلط ہوا ملے گی۔ میرے اپوزیشن کے فاضل اراکین ہیں، ان کی خاطر میری total respect ہے ان کو بھی چاہیے کہ اپنا due nationalistic role play کریں۔ اور جیسا ہمارے محترم وزیر صاحب نے واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ DNA test سے ہماری حکومت کو کسی قسم کا کوئی انحراف نہیں ہے by all means they are going to cooperate totally on that front مذاکرات کریں لیکن مذاکرات آپ کریں real, ground realities کو مدنظر رکھ کر کریں اور real ground realities جناب چیئرمین! یہ ہیں کہ بلوچستان کے اندر اگر صحیح معنوں میں جو بھی گوادر اور مکران کے میٹرک پاس، تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوان ہیں ان کو فوری طور پر as apprentice بھرتی کیا جائے اور جب as an apprentice ایک سال یا چھ مہینے میں ان کا کورس مکمل ہو جائے تو ان کو مختلف port کے related شعبوں کے اندر ہی، آپ ان کے روزگار کو یقینی بنائیں۔ اس طریقے سے محرومیاں ختم ہوتی ہیں۔ بلوچستان میں بے روزگار وہ لوگ ہیں جو پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ آج تک کسی نے ان ان پڑھ بلوچ مشتعل، فارغ الذہن اس وقت ان کا ذہن فارغ ہوتا ہے۔ بلوچ آپ کو پتا ہے

کیا کرتا ہے۔ Basically بلوچ لوگ جو پڑھے لکھے ہیں، ان کو داد ہے کہ وہ وہاں کے سنگلاخ پہاڑوں سے پڑھ لکھ آئے لیکن جو پڑھے لکھے نہیں ہیں وہ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کے مال مویشی نیچے وادیوں میں چر رہے ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بارش دیتا ہے تو گھاس چرتے ہیں ورنہ ویسے سنگلاخ پتھروں پر منہ مار رہے ہوتے ہیں۔ وہ بیٹھا ہوا سوچ رہا ہوتا ہے کہ یہ جو میری بکری ہے، جب بچہ دے گی تو کتنے عرصے میں وہ جوان ہوگا اور اس کے کتنے بچے نکلیں گے، اس کا ذہن وہیں پر ہوتا ہے۔ اب اس ذہن کو اگر اس قسم کی leadership ملے جو ہر وقت ان کو وفاق اور پنجاب کے خلاف زہر اگلتی رہے تو

with all due respect this is against our country. I, being a patriot of this country, like all these august members are, don't have any doubt on their credibility whether they are patriot or not, they are all patriots. We should not let our minds get adrift to such an extent that we may get into the hands of

جو ہمارے ساتھ neighbouring country جہاں پہ ایک اور alien country کے چار کونسل خانے ہیں جو وہاں سے ہر قسم کا مواد across the border supply کر رہے ہیں۔ جس سے ہمارا شریف ذہن بلوچ sabotage ہو رہا ہے تو اس کے خلاف ٹھوس منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور ہمارے ان پڑھ بلوچ بھائیوں کی خاطر ایک جامع پروگرام، حکومت مہیا کر سکتی ہے۔ اگر ابھی تک نہیں کیا تو آج میں آپ کو اس august House میں وہ solution provide کرتا ہوں۔ بلوچستان کے اندر مختلف hill torrents ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو ان میں بے شمار پانی آتا ہے۔ بلوچستان کے اندر concept ہے کہ وہاں صرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور وادیاں ہیں تو وہاں پر کئی ایسے بھی میدان ہیں جو کہ بہت زرخیز ہیں لیکن وہ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ جب اس پانی کو آپ صحیح معنوں میں channelize کریں گے اور dispersal structures بنا کر channelise کریں گے تو اس وقت

if my memory is with me right now there is at least 8 lac acres of land that can be irrigated by these structures in Balochistan.

جب ایک دفعہ پانی پھر جائے تو وہاں پر کینولا اور جوار وغیرہ کی فصلیں فوری طور پر مکمل ہو جاتی ہیں یعنی اتنی زرخیز زمین ہے کہ ایک پانی سے آپ کی فصل mature ہو جاتی ہے۔ اس سے وہ سارے ان پڑھ بلوچ لوگوں کو ایک normal پیداوار ملے گی اور ان کا ذریعہ معاش بنے گا تو میں چاہتا ہوں کہ اس پر ہم سب لوگ مل جل کر ایک strategy بنائیں تاکہ بلوچستان میں وہاں کے رہنا جو ایک قسم کی غم و غصے کی لہر اٹھا رہے ہیں وہ ختم ہو سکے اور ان کو بھی چاہیے کہ وہ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچیں اور اس طرح ہم سب بلوچ قوم کی زیادہ مدد کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ ڈاکٹر محمد ساعد۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' جناب چیئرمین ! مجھ سے پہلے بہت سارے ساتھیوں نے اکبر بگٹی کی شہادت پر اظہار خیال کیا ہے اور میری کوشش ہوگی کہ جو باتیں پہلے کہی گئی ہیں، میں ان کا اعادہ نہ کروں۔

جناب چیئرمین! میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس بے دردی، جس ظالمانہ طریقے سے اور جس بہیمانہ طریقے سے اکبر بگٹی کو قتل کیا گیا ہے اس کی مثال نہ ہمارے پاکستان کی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ تقسیم سے پہلے انگریزی دور کی تاریخ میں ملتی ہے۔

جناب چیئرمین! تقسیم سے پہلے جب ہمارے سیاسی لیڈر British Rule کو challenge کرتے تھے تو ان پر بغاوت کا مقدمہ چلتا تھا' revolt against the crown اور اس قسم کے بڑے مقدمات بنائے گئے اور ہمارے بڑے سیاسی لیڈر مولانا محمد علی' مولانا شوکت علی پر مقدمہ چلا کر جیل بھیج دیا گیا۔ جناب والا! یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ انگریزی دور میں کسی سیاسی لیڈر کو by military action قتل نہیں کیا گیا۔

Nobody has been killed, assasginated, no political leader during the British empire has been eliminated by a military operation.

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اکبر بگٹی کی ہلاکت ظلم اور بربریت کی بدترین مثال ہے۔

دوسری بات جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں اس tragic

واقعہ کا جو ردعمل ہوا، جو reaction ہوا وہ بالکل spontaneous تھا اور ہے۔ It was very

natural and it is understandable. Wheel jam strike ہوئی ، shutter down ہڑتال

رہی، جلسے و جلوس نکالے گئے، پاکستانی پرچم کو نذر آتش کیا گیا جو کہ نہیں کرنا چاہیے تھا، قائد

اعظم کی تصویر کی بے حرمتی کی گئی جو نہیں کرنی چاہیے تھی اور 7 ستمبر ، Defence Day کو

as a protest day منایا گیا اور چند نوجوانوں نے جناب چیئرمین ! NATO forces کو بھی

بلوچستان میں مداخلت کی دعوت دی۔ جناب چیئرمین! یہ کس چیز کی نشاندہی کرتی ہے؟

I feel, Mr. Chairman, that these are wake up calls, these are warning calls and we should not take them lightly, we should take them very seriously.

جناب چیئرمین ! یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ Balochis are not at all happy

with the existing political set up and the political order of the country.

جناب چیئرمین ! یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے that the people of Balochistan are

not getting a fair deal within the existing structure of the country. جناب

چیئرمین! یہ اس چیز کی نشاندہی کرتی ہے

that there is a lot of frustration, disappointment and disillusionment.

تیسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم سب اس بات کے گواہ ہیں

کہ گزشتہ تین ،ساڑھے تین سال سے مسلسل بلوچستان کے مسائل پر اس ایوان میں بحث ہو رہی

ہے اور اس میں Opposition کے اراکین نے بھی حصہ لیا ہے اور حکومتی بنچوں کے ارکان

نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ یہاں قحط سالی کی وجہ سے جو تباہی ہوئی ہے وہ بھی زیر

بحث آئی ہے۔ ٹیوب ویل کے مسائل پر بھی بحث ہوئی ہے۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ٹیوب ویل

اور irrigation پر جو اثرات ہیں ان کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ گوادر میں ہزاروں ایکڑ زمین جو

اونے پونے لینڈ مافیا کے ہاتھوں فروخت ہوئی ہے even these have been brought to

the notice of this House بلوچستان میں تعلیم کی جو حالت زار ہے that has also

been highlighted ملازمت کی خاطر بلوچستان کے جو نوجوان graduates ہیں، وہ جو مارے

مارے پھر رہے ہیں all these problems, Mr. Chairman, have been projected on

لیکن جناب چیئرمین! یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے' this is on record and this House will bear me out کہ ان سوالات کے جوابات کے لیے' ان شکوے اور شکایات کے ازالے کے لیے ملک کا وزیر اعظم ایک دفعہ بھی اس ایوان میں نہیں آیا۔ میرظفر اللہ جمالی صاحب بھی تشریف نہیں لائے۔ چوہدری شجاعت حسین بھی نہیں آئے ہیں۔ شوکت عزیز نے بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے' ہم نے Minister of State for Interior کو بھی سنا including him کسی وزیر یا مشیر نے یہاں پر سوالات کے تسلی بخش جوابات نہیں دیے۔ اس سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ دو کمیٹیوں کی تشکیل تھی۔ مشاہد حسین کمیٹی اور وسیم سجاد کمیٹی۔ جناب چیئرمین! مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان دو کمیٹیوں کی جو پیش رفت رہی ہے' کارکردگی رہی ہے that is I am sorry to say absolutely zero. اگر بلوچستان کے عوام میں مایوسی پائی جاتی ہے' احساس محرومی ہے تو یہ بالکل جائز ہے and this is absolutely genuine. آخری پوائنٹ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت حال سے نکلنے کے لیے کونسی تدابیر اختیار کی جائیں۔ مجھ سے پہلے بہت سارے دوستوں نے مختلف تجاویز دی ہیں۔ صوبے کو 1973 کے آئین کے مطابق مکمل خود مختاری دی جائے۔ Concurrent List کو abolish کیا جائے۔ بلوچستان میں کنٹونمنٹ کی تعمیر کو بند کیا جائے اور ملٹری اپریشن کو immediately call off کیا جائے۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر آئی ہے کہ جو mega projects ہیں ان کی منصوبہ بندی میں اور ان کی implementation میں عوام کو شریک کیا جانا چاہیے'

there should be people's participation.

پروفیسر ساجد میر نے بھی مسائل کو حل کرنے کے لیے political dialogue کی تجویز پیش کی ہے۔ نواب جوگیزئی صاحب نے reconciliation committee اور گول میز کانفرنس کی تجویز دی ہے۔ جناب ایس ایم ظفر صاحب نے ہمیں خوشخبری دی ہے کہ اگر 2007 کے انتخابات شفاف اور غیر جانبدارانہ طریقے سے منعقد کیے جائیں تو جو political leadership ابھر کر آئے گی وہ بلوچستان کے مسائل کو حل کرے گی۔

Mr. Chairman, on the face of it all these recommendations look

very very sensible, very attractive and pragmatic. Whether we shall be able to implement them? It is altogether a different question.

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! میں ایک منٹ

press galleries are becomming as lethargic as us.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman, just one minute please. Mr. Chairman, during the last 6 or 7 years all our institutions have been declared inactive almost paralized. Whether we take Election Commission whether we take Judiciary, whether we take the Parliament, whether we take the Federal Cabinet.

جناب چیئرمین! یہاں پر ابھی جو وزیر صاحب نے تقریر فرمائی' وہ کہہ رہے تھے کہ Opposition ہماری مدد کرے۔ I would like to tell him کہ جناب! جب تک اس ملک میں فوج کی حکمرانی ہے' جب تک اس ملک میں فوج کی بالادستی ہے' ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانا بالکل ناممکن ہے۔ It is absolutely impossible. ان تجاویز پر عملدرآمد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فوج کو ملک کی سیاست سے فارغ کیا جائے۔

Without the withdrawal of the Armed Forces from the political affairs of the country, it is impossible to hope and to see even a ray of light in long, dark tunnel.

جناب چیئرمین! آخری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر بلوچستان کی ان جائز شکایات کو رفع نہ کیا گیا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ بے اطمینانی اور یہ شکایات بنگلہ دیش جیسی صورتحال کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نثار میمن صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ آپ نے چٹ بھیجی تھی۔

سینیٹر نثار اے میمن: میں صرف ایک منٹ کے لیے بولوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا چلیں۔

سینیٹر نثار اے میمن، شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کہ آپ نے نوٹس لیا کہ میں بولنا چاہ رہا تھا بلوچستان کے سلسلے میں۔ ہم چند سالوں سے بلوچستان میں جو صورت حال دیکھ رہے ہیں اور جو کچھ ہوا اس کے نتیجے میں اور جس طرح سے ہوا میرے خیال میں اس کے متعلق دونوں جانب سے بہت کچھ کہا گیا ہے اور میں صرف اتنا کہوں گا کہ جو کچھ ہوا ہے اس کا فیصلہ اب تاریخ کرے گی مگر ان حالات کے نتیجے میں جو پچھلے چند سالوں میں ہوئے ہیں بلوچستان میں نواب اکبر خان بگٹی، افسران سیکورٹی فورسز، بلوچی عوام اور مختلف اموات واقع ہوئی ہیں، جس کا ہمیں بہت افسوس ہے اور ہم ان سارے خاندانوں سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ آنے والے دنوں میں مسائل کے حل کے لیے سیاسی طریقے سے مسائل کا حل ڈھونڈا جائے تاکہ پاکستان مضبوط ہو اور پاکستان صرف اس وقت مضبوط ہوگا جب پاکستان کا ہر خطہ، ہر علاقہ چاہے وہ شہر ہو، دیہات ہو، کوئی زبان بولتے ہوں، مذہب رکھتے ہوں ان ساروں کے آئینی حقوق ان کو ملیں گے اور وہ سارے علاقے ترقی کریں گے۔یہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے۔ میں آخر میں صرف ایک بات کہوں گا کہ آئیے اپنے غموں کو بھلا کر عوام کی بہتری کے لیے نئے سرے سے سیاسی مذاکرات کے ذریعے مسائل کو حل کریں تاکہ صوبائی خود مختاری، آئین کے تحت جو ہمیں میسر ہے، عوام کو ان کے تحت حقوق حاصل ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں ترقی ہوگی اور پھر ایسے واقعات جو پچھلے سالوں میں نظر آئے ہیں، وہ نہیں ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, Rehmat Kakar Sahib.

کاکڑ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میں requisition کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایھاالذین امنوا قولوا قولاً سدیدا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سیدھی بات کہو۔ دو گزارشات ہیں۔ آج کے حالات جن واقعات کا تسلسل ہیں یہ extra-constitutional practices جو چلتی رہی ہیں ان کے نتیجے میں ہیں۔ سسٹم جس سے

خود حکومت وقت نالاں ہے کہ نواب، سردار فلاں آپ بہتر جانتے ہیں۔ حکومتی سرپرستی میں نوابوں اور سرداروں کو secret fund سے بے دریغ نوازا گیا۔ اپنے اپنے مفادات کے تابع حکومت اور ان کے بیچ میں خفیہ معاہدے ہوتے رہے اور ٹوٹتے رہے۔ عوام سرا سر ان سے بے خبر رہے۔ پارلیمنٹ تو کسی باغ کی مولی نہیں۔ اس کو تو کبھی confidence میں نہیں لیا گیا۔

جناب عالی! Treasury Benches سے لغاری صاحب نے فرمایا کہ کوئی treasure اگر کسی area میں explore ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس area کا اس پر حق ہوتا ہے اور یہ ایک constitutional provision ہے۔ آپ کے بہتر علم میں ہے کہ بلوچستان میں نکلنے والی گیس پچاس سال گزرنے کے باوجود اس وقت دس فیصد بلوچستان کے حصے میں نہیں اور 90% باقی پورے ملک میں ہے۔ ضرور میرے ملک کو گیس ملنی چاہیے لیکن اس constitutional وعدے کو جو 1973ء میں متفقہ طور پر تمام parties کا تھا، اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے تھا۔ دوسرا ground realities کی بات کی گئی۔ آپ کے بہتر علم میں ہے کہ ہمارا صوبہ، شاید اور صوبوں میں کوئی جسارت نہ کر سکے، ہم آج تک اپنا کوئی provincial administrator نہیں لا سکے چاہے Chief Executive کی شکل میں تھے چاہے اور اداروں کی شکل میں۔ میں نام لے کے نہیں کہوں گا تاکہ ان کے احساسات اور جذبات مجروح نہ ہو جائیں۔ جعلی ڈومیسائل کی بھرمار ہے اور ہم اس کا شکار ہیں۔ Foreign Scholarship سے ہمیں انہی ہاتھوں سے نقصان پہنچا ہے۔ پوری دنیا اگر ہم نے نہیں دیکھی، آدھی دنیا تو دیکھی ہے لیکن state within state کا جو concept ہے یہ باقاعدہ حکومتی سرپرستی میں چلتا رہا ہے اور جو لوگ state within state کے concept پر عمل کرتے رہے ہیں ان کو سرکار دولت عطا کرتی رہی ہے کہ کام کیے جاؤ، لوگوں کو بے وقوف بناتے رہو۔ تم اور تمہارا خاندان خوش رہے۔ ایچی سن میں جاتے ہو، لندن جاتے ہو، جہاں جاتے ہو۔ اسی وجہ سے تو مجھ جیسے گنوار اس floor پر بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سینیٹر بن گئے ہیں اور lawyer ہیں آپ by profession.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب عالی! not a single paisa was spent in those areas جناب والا! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ۲۰۰۴ء میں گورنر بلوچستان اور جناب طارق عزیز صاحب ڈیرہ بگٹی تشریف لے گئے تو کیا ہوا؟ جس پارلیمانی کمیٹی کا ذکر ہو رہا ہے ہم اس کے ممبر ہیں۔ہمیں تو کچھ پتا نہیں کہ اس کا کیا ہوا؟ بار بار حکومت کی طرف سے کمیٹیوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں سوائے دو تین meetings کے اور کچھ نہیں ہو سکا ہے۔ ہم تو وسیم سجاد کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اس کی findings کہاں ہیں اور کیا ہیں؟ ہم ممبر ہیں، ہمیں تو پتا چلنا چاہیے کہ کیا ہیں۔ صرف ہم سے انگوٹھے لگوائے گئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ hibernation میں ہوگی تو پھر ٹھیک ہو جائے گی۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب عالی! جب ماضی میں Pakistan level پر national installations hit ہو رہی تھیں تو اس وقت بھی ہم نے اسی ایوان میں عرض کی تھی کہ خدا کے لیے اس کا نوٹس لیا جائے لیکن حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ درپردہ کیا کر رہی تھی، ہمیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ صاف اور شفاف انتخابات آپ کے سامنے ہوتے ہیں اور جب ان lords کو لانا ہوتا ہے جو کہ لائے جاتے ہیں تو باقاعدہ پوری planning کے ساتھ ان کو in advance inform کر دیا جاتا ہے کہ جناب! آپ ایم این اے ہو گئے، آپ سینیٹر اور آپ ایم پی اے ہو گئے۔ تو پھر اب حکومت رونا کیوں رو رہی ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین، رحمت صاحب! تھوڑا اختصار سے کام لیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! میں آخری بات یہ کرتا ہوں کہ ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے۔ ایم ایم اے clear cut یہ کہتی ہے کہ دفاع، امور خارجہ، کرنسی اور مواصلات to the extent of defence یہ مرکز اپنے پاس رکھے۔ باقی تمام چیزیں صوبوں کے حوالے کرے اور جس طرح Concurrent List کا بستر گول کرنا ہے کر دیجیے، یہ وقت آ گیا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ میڈم پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! بگٹی صاحب کی شہادت بہت بڑا حادثہ ہے۔ ظاہر ہے ہم پورے بلوچستان والوں کو بہت دکھ ہے ، بہت زیادہ دکھ ہے کیونکہ ان کے ساتھ ہمارے family تعلقات بھی تھے ۔ آپ خود بلوچستان کے ہیں اور آپ کو تو پتا ہے کہ بلوچستان کے لوگ ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں بلکہ مجھے اس وقت دکھ پہنچتا ہے جب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ پاکستان کو نہیں چاہتے ہیں۔ ہم نے تو اکثر پاکستانی ہونے کا نعرہ لگایا ہے ۔

جناب چیئرمین ! بندے کو اگر دشمن بھی مرے تو پھر بھی اس کے لیے رونا پڑتا ہے لیکن بگٹی صاحب تو بڑے اچھے شیر اور دلیر لیڈر تھے۔ ظاہر ہے اپنے گھر اور صوبے کے لیے ہر انسان کو لڑنا پڑتا ہے۔ ہر ماں اپنے بچوں کے لیے لڑتی ہے ، لڑائی ہوتی رہتی ہے ، مگر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ پورے ایوان میں جس طرح پیش ہو رہا ہے، بجائے اس کے کہ ہم دکھ اور افسوس کریں ، ایسا نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ بہت بری بات ہے۔ ظاہر ہے بلوچستان والوں کو تو بہت صدمہ ہوا ہے۔ یہ ہمارے لیے چھوٹی بات نہیں ہے۔ اس مسئلے کو صحیح طریقے سے tackle کرنا چاہیے تا کہ بلوچستان میں اور زیادہ آگ نہ بھڑک سکے۔

جناب ! اس ایوان میں ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں ، ظاہر ہے ہر بندہ غیرت مند ہے۔ بلوچستان کے لوگ بھی غیرت مند ہیں۔ ان کا ایک لیڈر وہاں شہید ہوا ہے تو ان کو دکھ ہے اور سب کو دکھ ہے اور دوسرا جو وہاں ہمارے فوجی بھائی مرے ہیں وہ بھی پاکستانی ہیں ان کا بھی ہمیں دکھ ہے ۔ اس مسئلے میں ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین ! میں مطالبہ کرتی ہوں کہ کم از کم اب بلوچستان میں اپریشن وغیرہ بند کیا جائے اور صحیح طریقے سے عوام کو اعتماد میں لے کر معاملے کو tackle کریں ۔ بڑے بڑے لوگوں کو بیچ میں بٹھائیں تا کہ صحیح طریقے سے اس بات کا فیصلہ ہو۔ میں بھی ، آپ ، سب لوگ اور پریس والے بھی یہاں باتیں سن رہے ہیں۔ بلوچستان والے بھی سن رہے ہیں مگر یہ کہ اگر وہ جس طرح اب کاکڑ صاحب نے کہا کہ جناب گیس تو اس صوبہ کی ہے اور اس صوبے

کے پورے لوگوں کو گیس نہیں مل رہی ہے۔ ظاہر ہے لڑنا پڑتا ہے۔اپنے صوبے کے لیے لڑنا پڑتا ہے۔ گیس ہمارے صوبے سے نکلے اور پورے پاکستان میں جائے اور بلوچستان کے عوام بے چارے وہاں پر لکڑیاں جلا جلا کے مر گئے ' اندھے ہو گئے۔ ظاہر ہے دکھ ہوتا ہے۔ بیروزگاری کا مسئلہ ہے۔ بیروز گاری وہاں پہ بلوچستان میں ہے۔ اکثر میں نے یہ سنا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ جاہل ہیں ۔ وہ کوٹا پر پورا نہیں آسکتے۔ وہ میرٹ پر پورا نہیں آسکتے۔ جناب ہم پورا آسکتے ہیں یہی تو تکلیف دہ بات ہوتی ہے۔ جب ہمیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جاہل ہیں - یہ بھیڑ بکریاں ہیں اور کچھ جانتے نہیں ہیں۔ میرٹ پر نہیں آتے تو ظاہر ہے بندے کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت بندہ نکلتا ہے باہر۔ اگر اپنے آپ کے لیے 'ایک پاکستانی بندے کی حیثیت سے اپنے حق کے لیے ' جب بندہ کو نکلنا پڑتا ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ضرور نکلےمگر یہ طریقہ غلط ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ جس طرح اب یہ بگٹی صاحب کے بارے میں کوئی کہتا ہے کہ جی وہ سردار تھا' نواب تھا انہوں نے یہ کیا وہ کیا۔ ظاہر ہے اگر وہ اپنے علاقے کا نواب تھا یا سردار تھا۔ بالکل تھا وہ تو سب دنیا مانتی ہے مگر اتنا برا بھی نہیں تھا جتنا انہوں نے پیش کیا۔ ہاں یہ تھا کہ دلیر انسان تھا ۔حق کے لیے لڑتا تھا۔ سچ بولتا تھا۔ جھوٹ نہیں بولتا تھا اس لیے وہ بے چارہ اپنی ضد میں آ کے اس وقت بھی میں تو یہی چاہتی ہوں کہ خدارا اَب اس بات کو اتنا زیادہ طول نہ دیں۔ اس بات کو حل کرنے کے لیے بلوچستان والوں پہ اور بلوچستان کے لوگوں پہ رحم کریں تاکہ دوبارہ کوئی ایسی بات نہ ہو۔ کیونکہ بلوچستان ہو یا پاکستان ہو۔ پاکستان ہے تو بلوچستان ہے' بلوچستان ہے تو پاکستان ہے۔ ہم سارے پاکستانی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ جناب میں بلوچ تو آپ پٹھان تووہ پنجابی۔جب ہم پاکستانی ہوکر سوچتے ہیں۔ اس ایوان میں آتے ہیں تو پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں،صوبے کی نمائندگی کرتے ہیں تو ہمیں پورے پاکستان کے بارے سوچنا چاہیے۔ اور صوبوں کے بارے میں بھی ۔ اس لیے میں اپنے تمام سینیئر حضرات سے یہ درخواست کروں گی کہ اس کا ایک حل نکالیں۔ حل نکال کر ایک ایسے طریقے سے اس کا فیصلہ کریں تاکہ دوبارہ کوئی بات نہ ہو۔ تاکہ دوبارہ وہاں پر کوئی جھگڑا یا کوئی قتل وغارت نہ ہو۔ کوئی شہید نہ ہو۔ اس لیے میں اپنے تمام سینیئروں سے درخواست کرتی ہوں کہ اس کو اتفاق رائے سے آپ لوگ حل کریں بجائے یہ

کہ ہم ایک دوسرے پر غصہ دکھائیں کیونکہ اس وقت پورے بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے ہر کوئی پریشان ہے۔ بچہ بچہ پریشان ہے۔ کبھی bombing ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے تو یہ problem ہے ہمارے بلوچستانیوں کے لیے بلکہ پاکستان کے لیے تو میں اپنے تمام سینیٹر حضرات سے یہ درخواست کروں گی ۔ اللہ تعالیٰ سے بھی اپنی گزارش کروں گی کہ اللہ پاکستان پر اور بلوچستان پر رحم کرے اور بلوچستان کی عوام پر۔ اللہ تعالیٰ انہیں سکون دے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس غم کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ تو میں اپنے تمام سینیٹروں سے جنہوں نے اتنے اچھے طریقے سے بلوچستان کا issue پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی سلامت رکھے۔ آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you madam. Well said.

یہ جذبات میں شامل ہوتے جائیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جو کچھ ہوا ہے اس واقعہ کی مذمت کرنے کے لیے کم از کم یہ بھی record کا حصہ رہے گا۔ گو کہ میں late comer ہوں۔ میں نے نام نہیں دیا تھا۔ اس واقعہ کے حوالے سے صرف ایک منٹ۔ گن کے ایک منٹ۔ آپ گھڑی سامنے رکھ لیں۔ سکینڈوں کے حساب سے۔ اگر آپ اجازت دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے میں تو بہت برداشت ہے۔ آپ کہتے جائیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، جناب میرے بھی جذبات؛ احساسات میرے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو کچھ Opposition کی طرف سے تھا same اسی طرح کے ہیں۔ ایک بات جو ہمارے ساتھیوں نے کی۔ ڈاکٹر محمد ساجد نے کہ اس سے پہلے نہ تاریخ میں پاکستان میں کبھی ایسا ہوا نہ دنیا میں کبھی ایسا ہوا۔ میں آپ کو یاد دلا دوں آپ کو تو یاد ہو گا۔ نواب نیروز کے ساتھ وہیں ایسا ہی ہوا تھا تو یہ پہلا واقعہ نہیں ہے یہ بہت سے واقعات کا تسلسل ہے۔ نواب نیروز کے علاوہ اور واقعات کا بھی ذکر کیا جا سکتا ہے اور اس ایوان کو، آپ کو، حکومت کو، سب کو، وہ ماضی کے واقعات، ان کا تسلسل یہ نواب بگٹی سے آیا ہے اور اب آگے پتا نہیں کتنے لوگوں نے اسی کے حوالے سے مزید جانا ہے تو یہ میں صرف اس بات میں یادکرانا چاہ رہا تھا۔ دوسری بات، مجھے ایک

ساتھی نے یہاں پر کہا کہ یہ سب تاریخ کا حصہ بن گیا ہے اور اس کا فیصلہ تاریخ کرے گی۔ تاریخ کا تو حصہ بن گیا فیصلہ تو تاریخ کرے گی، مگر اس کی وجہ سے جغرافیہ تبدیل ہو جائے گا پھر ہم اس کا حصہ نہیں رہیں گے۔ اس میں بہت سے لوگ کچھ ادھر چلے جائیں گے، کچھ ادھر چلے جائیں گے۔ جناب! میں نے اس دن یہاں floor پر کہا تھا کہ کچھ دن پہلے یہاں بنگلہ دیش کے لوگ آئے ہوئے تھے، یہاں پر ان کا Parliament میں delegation آیا ہوا تھا، وہ آکر یہ دیکھ رہا تھا۔ جناب! اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے! کوئی اور لوگ بھی اسی طرح اس ملک کے نہ آئیں اور وہ آکر یہ دیکھیں، یہ کیا کر رہے ہیں، یہ ہماری حکومت اور یہ فوجی جنتا کیا کر رہی ہے۔ ان کو جو pro-federation تھے جو pro-Pakistani تھے، جو آپ کا Defence Minister تھا، ان کے لیے اس طرح کا extra-constitutional کام بہت برا ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ بہت برا تھا، اس نے جیلیں بنائی ہوئی تھی، اس نے فلاں کچھ کیا تھا۔ جناب! بہت برا ہو گا، مگر بہت برے کو مارنے کا طریقہ جو انہوں نے اختیار کیا ہے! جناب! اللہ نہ کرے، ہم جس طرف جا رہے ہیں، وہ اب نظر آ رہا ہے کہ وہ بنگلہ دیش کے 70 سے پہلے والے حالات انہوں نے دوبارہ پھر پیدا کر دیے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اللہ معاف کرے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس وقت بھی ایک فوجی جنتا تھی، اس وقت بھی ایک فوجی جنتا ہے، ان کو بھی عقل نہیں آتی تھی، ان کو بھی عقل نہیں آتی۔ یہ اب 17 دنوں کے لیے جا کر بیٹھا ہے، اس نے کہا کہ میرا confidence دیکھیں، میں کتنے دن کے لیے آیا ہوں اور یہ میرا confidence بتا رہا ہے کہ ملک میں سب کچھ صحیح ہے۔ بہت مہربانی۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

رضا ربانی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے پھر نصیر مینگل صاحب سمیٹیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کے صرف دو منٹ لوں گا اور میں یہ گزارش آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ معزز وزیر داخلہ نے یہ کہا کہ Opposition لاشوں کی سیاست کر رہی ہے تو میں سختی کے ساتھ اس بات کی تردید کرتا ہوں اور میں ان کو صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لاش ورثاء تک کو نہیں دی تو

Opposition کہاں سے لاش لے کر اس پر سیاست کر رہی ہے، یہ حکومتی سوچ کی عکاسی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ we have entered the 21st century اور اکیسویں صدی کے اندر اگر ہم دنیا کی تاریخ پر اپنی نگاہ ڈالیں تو ہمیں یہ بات وہاں پر سامنے نظر آتی ہے کہ militants, terrorists اور freedom fighters کے ساتھ بھی حکومتوں نے بیٹھ کر مذاکرات کیے ہیں۔ ان حکومتوں نے اس لیے کیے ہیں کہ ان کی ایک militaristic thinking نہیں تھی۔ اس حکومت کو چاہیے کہ یہ اپنی militaristic thinking سے نکلے اور ایک political dialogue کا آغاز کرے۔ یہ کہنا کہ ہم DNA test کے لیے تیار ہیں، ہم نے DNA test کی بات کی ہے لیکن جو ان کے ورثاء نے کہا ہے کہ international forensic experts کے تحت ہو، اگر اس کے لیے حکومت تیار ہے تو ان کے ورثاء DNA test کروانے کے لیے تیار ہیں۔ پہلی بات۔

میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو یہ بات کر رہے ہیں کہ اب یہ impression دے رہے ہیں کہ ہم dialogue کے لیے تیار ہیں جبکہ Interior Minister on record ہے، بگٹی صاحب کی شہادت سے پہلے he is on the record of this House, he is on the record in the press کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اب dialogue کا وقت ختم ہو گیا ہے اور ہم writ of the state منوا کر رہیں گے۔ میں آج on the floor of this House آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت فوری طور پر military action بند کرے تو ہم Opposition کی طرف سے ان تمام دوستوں کو مجبور کریں گے کہ وہ آ کر dialogue پر بیٹھیں لیکن آپ یہ کہیں کہ ہم military action جاری رکھیں گے اور military action اس وقت تک جاری رہے گا جب تک نیست و نابود نہ کر دیا جائے۔ ساتھ ساتھ یہ کہیں گے کہ ہم dialogue کرنا چاہتے ہیں تو دونوں چیزیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں، you can't run with the hare and hunt with the hound Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

نصیر مینگل صاحب! please, سمیٹیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا، کئی دنوں سے ہم دونوں طرف سے تقریریں سن رہے تھے۔ جب نواب مرحوم زندہ تھے، ہم ثبوت بھی پیش کر سکتے ہیں کہ اس وقت بھی ان کے کبھی بہی خواہ نہیں رہے اور ان کا ساتھ نہیں دیا لیکن ان کی وفات کے بعد لیکن اس کو ایک issue بنا کر point score نہیں کرنے چاہییں۔ تقریریں ہوتی رہیں جیسے شاہد بگٹی صاحب ان کے بھانجے ہیں، حیدر بگٹی MNA ان کے عزیز ہیں، جمن بگٹی صاحب، ان کے بھتیجے ہیں، یہ سب ان کے عزیز ہیں، صوبائی اسمبلی، سینیٹ اور قومی اسمبلی سے انہوں نے آج تک استعفے نہیں دیے بلکہ انہوں نے کہا کہ ہمیں پارلیمانی سیاست کرنی ہے۔ باقی لوگ، اس وقت اگر پچھلے دنوں کی تاریخ دیکھی جائے تو انہوں نے نواب مرحوم کو اچھے القاب سے یاد نہیں کیا لیکن آج جوش جذبات میں سیاست کو اپنے حق میں کرنے کے لیے، سیاسی فائدہ حاصل کرنے کے لیے، اسمبلیوں سے استعفیٰ دے کر، تا کہ احتجاج میں شامل ہو جائیں۔ مختلف تقاریر ہوئیں۔ بلوچستان میں آپ شروع سے دیکھیں ,60s 70s میں وہاں کارروائی ہوئی، وہاں civilian government تھی، مرکز میں civilian government تھی، اگر اسی وقت سے اس قسم کی چیزوں کا تدارک کیا جاتا، اس قسم کے اقدامات نہ کیے جاتے تو آج یہ نوبت نہ پہنچتی کہ جو واقعہ ہوا یا ہم جو بحث کر رہے ہیں۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ جب بھی دیکھیں فوج کو ہمیشہ civilian governments نے، چاہے 70s ہو، اس وقت لسبیلہ پر حملہ کیا گیا، وہ بھی ایک عوامی حکومت تھی۔ کیا لسبیلہ کے عوام پاکستانی نہیں تھے؟ ان پر یلغار کی گئی۔

اسی طریقے سے 1973 سے 1977 تک بلوچستان میں ہر قسم کے اقدامات ہوئے، کیا اس وقت civilian حکومت نہیں تھی اور وہاں کے عوام نہیں تھے؟ تو اس طریقے سے 1962 سے 1967 میں civilian government تھی لہٰذا یہ تمام چیزیں اگر اس وقت نہ دہرائی جاتیں، سیاسی طور پر جیسے ابھی سب اس قسم کی تقاریر کر رہے ہیں یا اس طریقے سے نیک نیتی سے کام کرتے تو آج یہ نوبت نہ پہنچتی۔ بسا اوقات ہم سیاست اپنے مقاصد کے لیے not in the larger interest of country and nation صرف پارٹی یا individuals کے

لیے کرتے ہیں۔ میری سب سے یہ گزارش ہو گی کہ خدارا! پاکستان ایک عظیم ملک ہے، پاکستانیت کے لیے سیاست کی جائے، اس کے لیے ذاتی نقصانات یا پارٹی کو کچھ مفادات نہ حاصل ہوں تو اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ تو اس سلسلے میں اپوزیشن سے، اپوزیشن کی صرف ایک پارٹی سے نہیں، تمام اراکین سے، تمام جماعتوں سے میری request ہو گی کہ بلوچستان کا جو مسئلہ ہے بجائے آگ بھڑکانے کے، اس کو زیادہ کرنے کے، اگر پاکستانیت سے محبت ہے، اگر ہم پاکستان کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں خدارا! اس کے لیے کوشش کریں۔ عظیم پاکستان کے لیے کام کریں تاکہ تعصبات ختم ہوں، کافی قسم کی رنجشیں ختم ہوں تاکہ فسادات--- ابھی ہمارے کچھ لیڈر کل کوئٹہ گئے تھے پاکستان کا جھنڈا، پاکستان کی عظمت ہے، ان کے سامنے پاکستان کے جھنڈے کو جلایا گیا، وہاں پاکستان زندہ باد---میں نام نہیں لینا چاہتا ہوں، یہاں سے ایک لیڈر صاحب گئے تھے، زندہ باد کہنے لگے تو لوگ اس کو مارنے کے لیے دوڑے، بیچ بچاؤ کر کے بچایا گیا تو اس قسم کی حرکتیں، پاکستان کے جھنڈے نے کیا جرم کیا ہے؟ پاکستان کو ہم نے جناب چیئرمین صاحب! کتنی قربانیوں سے حاصل کیا۔ آپ کے بزرگ اس میں شامل تھے، ہمارے بزرگ شامل تھے، ان سب کے بزرگ شامل تھے، تو اگر کچھ ہو جاتا ہے تو پاکستان اور پاکستان کے جھنڈے نے کیا، کیا ہے کہ اس کی بے حرمتی کی جائے اور اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ لہذا اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ بلوچستان میں جس کا دور آیا اس نے بلوچستان کو نہیں بخشا، جس دور میں دیکھیں insurgency ہوئی، جس دور میں وہاں کے مقامی لوگ اقتدار میں آئے انہوں نے بھی [illegible] کی، لیکن اب ہمیں یہ تہیہ کرنا چاہیے کہ بلوچستان، پاکستان کا ایک حصہ ہے، بلوچستان، پاکستان کے اندر اس گلدستے کا پھول ہے کہ اگر گلدستہ ہو گا تو وہ اس میں خوبصورت لگے گا تو اس کے لیے سب کو محنت کرنی چاہیے، اس کے لیے کام کرنا چاہیے۔ جہاں تک ہماری پارٹی کا تعلق ہے، چوہدری شجاعت صاحب نے جو دو کمیٹیاں بنائی تھیں، ایک headed by Wasim Sajjad Sahib ایک مشاہد صاحب جس کا ایک ممبر تھا یعنی آپ دیکھیں کہ حقائق کو ضائع کرنے کا--- پچھلے دنوں ہمارے بلوچستان کے ایک لیڈر، حاصل بزنجو صاحب TV پر آئے تھے، انہوں نے کہا کہ نصیر مینگل صاحب بھی ممبر ہیں، ان کی کوئی میٹنگ ہی نہیں ہوئی، مشاہد صاحب کی تو تمام میٹنگیں ہوئیں، ہم کوئٹہ گئے، ہم گوادر گئے، ہم معمولی fisherman سے ملے،

ہر مکتبۂ فکر سے ملے، یعنی ہم نے ان سے تجاویز لیں، اپنا کام complete کر کے دے دیا۔ لیکن افسوس ہے۔ چونکہ ایک کام بن رہا تھا، پایہ تکمیل کو پہنچ رہا تھا۔ جس میں سے ۸۰ فیصد مسائل حل ہو گئے تھے۔ عین موقع پر، سعید ہاشمی صاحب drafting committee میں تھے۔ اسلم بلیدی ان کی طرف سے تھے۔ ثناء بلوچ نے boycott کیا۔ اس لیے وہ چاہتے ہی نہیں تھے کہ یہ مسئلہ حل ہو، اس issue کا حل نکالا جائے۔ اگر یہ مسائل حل ہوں گے تو سیاست کرنے کے لیے یا ایک منفی سیاست کے لیے انہیں کوئی مقام نہیں ملے گا۔ وسیم سجاد صاحب کی کمیٹی تھی۔ ابھی میں نے اس کا ذکر کیا۔ اس کی اہمیت کافی تھی۔ اس میں کچھ پیشرفت ہو رہی تھی کہ اچانک یہ backlog ہو گیا۔ اس کے علاوہ چوہدری صاحب کئی دفعہ گئے۔ بعد میں ان کی اور مشاہد کی ہمیشہ کوشش رہی۔ ہم سب لوگوں کی بھی کہ بلوچستان کے مسائل افہام وتفہیم سے حل ہوں۔ لیکن چند ایسے عوامل آتے ہیں۔ ہم اگر پنجاب کی بات کرتے ہیں، ہمیں پاکستان کی بات کرنے پر فخر ہے۔ ہمارے اور آپ کے بزرگوں نے پاکستان کے لیے، بلوچستان سے قربانیاں دیں۔ پاکستان کی ہم خوشحالی چاہتے ہیں تو جب پاکستان کی بات آتی ہے تو اس وقت عجیب قسم کی باتیں بنائی جاتی ہیں۔

پنجاب کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ وہ جب ہمارے لیڈروں سے ملتے ہیں، ان کے لیے تو پنجاب والے قابل قبول ہیں، لیکن ہمیں کہتے ہیں کہ یہ پنجاب پرست ہیں۔ بھئی پنجاب والے بھی ہمارے بھائی ہیں، اس ملک کے ہیں، بلوچ بھی پنجاب میں رہتے ہیں، سندھ میں بھی رہتے ہیں، Frontier میں رہتے ہیں، سب بھائی ہیں تو ہمیں ایک ملک کا تصور لے کر آگے جانا چاہیے۔ جب یہ جذبہ ہم میں پیدا ہو گا، اس وقت پاکستان خوشحال ہو گا۔ غوث بخش بزنجو صاحب ایک عظیم آدمی بلکہ institute تھے۔ Militancy کے تو وہ ہمیشہ خلاف تھے، بلکہ انہیں بابائے مذاکرات کا لقب دیا گیا تھا۔ لیکن ان کے فرزند پچھلے دنوں یہاں آئے تھے، جی نصیر مینگل، جام یوسف، جان جمالی ادھر آئے گا تو یہ بہتر ہو گا۔ بھئی militancy یا دہشت گردی سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ہم پاکستان کا نام لیتے ہیں تو ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔ اس ملک میں آپ رہتے ہیں، اس میں ہم رہتے ہیں۔ اگر جام یوسف صاحب وہاں سے نہیں گزرنے دیں گے تو وہ بھی وہاں کے والی ریاست ہیں، وہاں کے نواب ہیں، وہاں کے سردار ہیں، ایک باعزت طبقے سے تعلق

رکھتے ہیں، آپ بھی رکھتے ہیں، ہم بھی رکھتے ہیں، لہٰذا اس قسم کی دہشت گردی کا ایک دوسرے کو threat دینا، مسائل کو خراب کرنے والی بات ہوتی ہے۔ اس میں یہ چاہیے کہ چاہے بلوچستان کے جتنے سیاستدان ہیں، پاکستان کے جتنے سیاستدان ہیں، جتنی پارٹیاں ہیں، جو اچھی سوچ رکھتے ہیں، وہ مل بیٹھیں۔ ہمیشہ صدر مشرف نے کہا ہے کہ میں بات چیت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آ جائیں۔ کوئٹہ کے Governor House میں آ جائیں۔ ایک ناظم نے کہا ذوالفقار مگسی کے بھائی ہیں اس نے کہا، آپ لے آئیں۔ اس کے علاوہ یہ تمام کمیٹیاں بنیں۔ بات ہو گئی تھی۔ وہاں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں، اس میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ عوام چاہتے ہیں کہ کام ہو۔ اگر گوادر mega project ہوتا ہے یا coastal highway ہوتی ہے، آپ خود Chief Minister تھے، آپ کے ساتھ سعید ہاشمی صاحب Communication Minister آپ کے تھے۔ ہمیں کراچی سے گوادر پہنچنے میں تین دن لگے۔ آج سات گھنٹے میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پر غریب عوام الناس ہے اور مختلف قسم کے مریض آتے تھے، ladies delivery cases جب ہوتے تھے، وہ راستے میں مر جاتے تھے۔ اس طریقے سے باقی شاہراہیں بن رہی ہیں۔ گوادر کی port بن جائے گی۔ پانی پینے کے لیے میرانی ڈیم بن جائے گا۔ سات لاکھ کی زرعی زمینیں آباد ہو جائیں گی۔ یہ سب وہاں بلوچستان والوں کے لیے ہیں۔ میں سب سے یہ عرض کروں گا، تعصب اور تفرقہ نہ پھیلایا جائے۔ وہاں جو ہمارے بھائی رہتے ہیں settlers، وہاں پنجاب سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں سال سے رہتے ہیں، وہ بھی بلوچستانی ہیں، خان معظم رحمت جان نے اپنے زمانے میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ لوکل لوگوں کو ملازمت ملنی چاہیے اور شروع سے وہاں سود و زیاں میں شامل رہے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی چیزیں، پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اور جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں، یہ پاکستان قربانیوں، جدوجہد کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔ یہ اتنا کمزور نہیں ہے کہ آسانی سے خدانخواستہ، مختلف افراد، دیکھنے والے، جو اس وقت بنگہ دیش کی بات کرتے ہیں یا توڑنے کی، یہ نہیں۔ دوسرے بلوچستان میں اگر پاکستان کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتے، وہاں پاکستانیت کی بات کرنے والے اور پاکستان کے لیے مرمٹنے والے ہیں جن کے بزرگوں نے قربانی دی ہے۔ لہٰذا، یہ پاکستان قائم دائم رہنے کے لئے بنا ہے۔ بلوچستان اس کا ایک حصہ ہے۔

پنجاب اس کا ایک حصہ ہے' فرنٹیئر اس کا حصہ ہے' سندھ اس کا حصہ ہے' یہ چاروں مل کر ایک گلدستہ بنتا ہے۔ سب کی خوشحالی اس میں ہے کہ وہاں پر کام ہونا چاہیے' ترقیاتی کام آگے بڑھنے چاہییں۔ Exploration ہونی چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ

Balochistan would be the richest province of Pakistan and Pakistan would be the richest country of the region.

تو خدا ہمارے لوگوں کو ہدایت دے۔ بہت سے احباب کہتے ہیں کہ فوج فوج۔ فوج کو ہمیشہ سیاستدانوں نے استعمال کیا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں جو ہوا یا دوسرے ادوار میں ہوا' فوج کو سیاستدانوں نے استعمال کیا ہے۔ یہ فوج پاکستان کی فوج ہے۔ پاکستان کی internal and external security کی ضامن ہے۔ کیوں ہم اس کو مورد الزام ٹھہرائیں؛ آج طے کرلیں تمام سیاستدان' قرآن پر ہاتھ رکھ کر' کہ ہم فوج کو کبھی نہیں بلائیں گے۔ ہم اپنے طور پر ان کو پانچ سال کے لیے کام کرنے دیں گے۔ جب عرصہ پورا ہو جائے اس کے بعد الیکشن ہو جائیں' جس کو بھی عوام حکومت دے یہ کبھی نہیں آئیں گے۔ جو اقتدار میں آتا ہے دوسرا ٹانگ کھینچنے کی کوشش کرتا ہے۔ ادھر سے بلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کئی ایسے مواقع آئے ہیں کہ لوگ ادھر پہنچ گئے' فیصلے ہوئے اور کسی کو ہٹایا۔ دوبارہ جمع ہوئے' پھر وہی ہوا۔ جب تک ایسے حالات پیدا نہ کیے جائیں ان کو مجبور نہ کیا جائے وہ نہیں آتے کیونکہ وہ internal and external security کے ضامن ہیں۔ سیاستدان ایمانداری کے ساتھ پاکستان کو قائم و دائم رکھنے کے لیے تہہ دل سے کام کریں۔ جمہوری روایات کی پاسداری کریں جو میثاق جمہوریت بنایا گیا ہے وہ یہی چیز ہے۔ الیکشن میں آ جاؤ' ووٹ لے لو' جس پارٹی کو حکومت ملے' ان کو tenure پورا کرنے دو۔ اس کے بعد دوبارہ عوام کے پاس جائیں۔ عوام ہی جج ہوتے ہیں وہ فیصلہ کریں۔ تو میرے خیال میں کسی کو دخل اندازی کی یا دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری Opposition سے اور اپنے لوگوں سے درخواست ہے کہ عظیم پاکستان کی خاطر آپس میں تعاون کرنا چاہیے' مسائل کو حل کرنے کے لیے آپس میں افہام وتفہیم ہونی چاہیے' last moment میں back out نہیں کرنا چاہیے' بائیکاٹ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ جب ہمارے قبائلی فیصلے ہوتے ہیں تو درمیان میں کسی کو اٹھنے نہیں دیتے۔ جب تک دونوں فریقوں کو فیصلہ منظور نہیں ہوتا اس وقت تک کسی

کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ نہیں کہ میری مرضی سے فیصلہ نہیں ہوا تو میں چلا جاؤں۔ اس صورت میں یہ بیٹھ کر پاکستانیت کے حوالے سے بات کریں۔ لہٰذا میری کوشش ہوگی کہ صرف اپنے نمبر بڑھانے کے لیے سیاسی فائدے حاصل کرنے کے لیے غلط قسم کا پروپیگنڈہ کرنے سے باز رہیں، اس قسم کے اقدامات سے باز رہنا چاہیے۔ صدق دل سے پاکستان کے لیے کام کرنا چاہیے، عظیم پاکستان کے لئے اپنے مفادات کو قربان کرنا چاہیے۔ اگر نیت اور دل صاف ہو، صدق دل سے پاکستان کے لیے ایمانداری سے کام کرنا چاہیں اور عظیم پاکستان کو سامنے رکھیں تو کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ جہاں فتور ہوں گے، جہاں ذاتی مفادات ہوں گے تو اس وقت اس قسم کے مسائل ہوں گے۔

میری آخری اپیل سب سے یہ ہے کہ آپس میں یگانگت، یکجہتی سے کام لیں اور عظیم پاکستان کے لیے کام کریں۔ وہاں جس قسم کا ماحول بنا ہے اس کو cool down کرنے کے لیے تمام مکتبہ فکر اور تمام پارٹیوں کو بجائے اس کے کہ مزید تیز کریں اس میں ٹھہراؤ لانا چاہیے تاکہ بلوچستان میں خوشحالی آ جائے اور بلوچستان میں امن و سکون ہوگا تو سندھ میں ہوگا، پنجاب اور فرنٹیئر میں ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. We come to the end of the debate. This was a requisitioned session. In exercise of the powers conferred by Article 54 (3) read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its business on Tuesday, the 19th September, 2006. Thank you very much.

اللہ حافظ۔

[The House was then prorogued sine die]

Sd/-

(Mr. Jan Muhammad Khan Jamali)

Acting Chairman